ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۷ جون سنہ ۱۹۵۷ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

آج بھی ہے

(از جناب عبدالرحیم صاحب جاوید الہ آبادی)

نہ پوچھو جو آتا نظر آج بھی ہے
کہ بیتاب رُوحِ بشر آج بھی ہے

جو رہزن تھا وُہ راہبر آج بھی ہے
جو قاتل تھا وُہ چارہ گر آج بھی ہے

بہت قدر و قیمت ہے ہر عیب و شر کی
کہ ارزاں متاعِ ہُنر آج بھی ہے

محبت ہے کانٹوں سے اہلِ جہاں کو
کہ بیکار گلہائے تر آج بھی ہے

بنے سنگریزے ہیں ہیروں کے ہمسر
کہ بے قدر لعل و گُہر آج بھی ہے

زمانے میں فرعون و قارون ہم ہیں
یہی دعویٰ اہلِ زر آج بھی ہے

جو میخوار و گمراہ و فاسق ہے دیکھو
جہاں میں وہی معتبر آج بھی ہے

میسّر یزیدوں کو ہے عیش اب بھی
رہِ حق وہی پُرخطر آج بھی ہے

قفس میں کیا قید شیرِ ژیاں کو
پہ زینت دہ تختِ خر آج بھی ہے

فزوں دن بدن رونقِ سینما ہے
پہ ویران اللہ کا گھر آج بھی ہے

خُدا را نہ دھوکے میں آنا اے مُسلم
بنا زہر شہد و شکر آج بھی ہے

ہیں شیدائے تقلیدِ تہذیبِ یُورپ
فرنگی کا ہم پر اثر آج بھی ہے

نہ پوچھو بنی زیستِ مردِ صالح
زمانے میں دشوار تر آج بھی ہے

صد افسوس شیرازہ اُمّت کا تیری
اے ماہِ عرب منتشر آج بھی ہے

تو زندۂ جاوید کر ہم کو خالق
مناجات باچشمِ تر آج بھی ہے

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۳ | ۷ ذیقعد المکرم ۱۳۷۶ھ مطابق ۷ جون ۱۹۵۷ء | شمارہ ۴

اعترافِ حقیقت

مغربی پاکستان کے گورنر نے اپنی ایک حالیہ تقریر میں اعلیٰ افسروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ بدلے ہوئے حالات کے تحت عوامی مفاد کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں اُنہوں نے کہا کہ آزادی سے قبل سامراجی منفعت کو عوامی مفاد پر ہمیشہ ترجیح دی گئی لیکن اب ملک غیر ملکیوں کا نہیں ہمارا اپنا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اسی اسپرٹ سے کام کرنا چاہئے۔ گورنر کا یہ بیان اس حقیقت کی نقاب کشائی کرتا ہے۔ کہ ہمارے سربراہوں اور حکومت کے اہل کاروں میں قومی مفاد کو پیشِ نظر رکھنا اگر ناممکن نہیں تو انتہائی دشوار ضرور ہے۔ گورنر کے بیان میں سرکاری کارندوں کے لئے یہ تلقین موجود ہے کہ وہ ذات سے بلند ہو کر عوامی خدمت کو اپنا شعار بنائیں

ذی شعور طبقہ سے یہ مخفی نہیں کہ ہماری گرگٹ کی طرح بدلنے والی سیاست نے معاشرے کے ہر نظام کو ادھیڑ ڈالا ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں بھی اہلیت اور قابلیت کی جگہ رسوخ و سفارش نے لے لی ہے۔ بلکہ گزشتہ دس سال میں اعلیٰ ملازمتوں میں جو غلط بخشیاں درون پردہ ہوتی ہیں ان کا طبعی نتیجہ وہی ہو سکتا تھا۔ جس کا اعتراف صوبائی حاکمِ اعلیٰ نے کیا ہے۔ ملک میں آئینی قدریں اس طرح خلط ملط ہوتی ہیں کہ سرا تک نہیں ملتا۔ وزراء اور اراکین اسمبلی کی خوشنودی حاصل کرنا سرکاری ملازموں کے لئے ضروری پا گیا ہے۔ پارٹی بازی کی لعنت دفاتر میں پورے عروج پر ہے۔ جانبدار افسر خواہ بد دیانت ہی کیوں نہ ہوں اپنی اپنی پارٹی کی پشت پناہی کی وجہ سے چین میں ہیں۔ اور دیانت دار افسر دیانت داری کرتے ہوئے بھی خائف اور پریشان ہیں۔

مستحکم حکومت کے لئے سرکاری کارندوں سے یہ برائیاں دور کرنا ازبس اور جلد از جلد ضروری ہے۔ یہ کام حکومت کے لئے چنداں دشوار نہیں۔ اگر ان برائیوں کے اعتبار سے کوئی مجرم مل جائے تو اُس کو قرار واقعی سزا دی جائے اور علیٰ ہذالقیاس بادیانت اہل کار کی حفاظت کی جائے۔ اور سیاست دانوں کو اہل کاروں کی کارکردگی میں مخل نہ ہونے دیا جائے۔ تو یہ برائیاں جڑ سے اُکھڑ سکتی ہیں۔ ہماری رائے میں موجودہ وقت میں وزارتی تعطل سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے سرکاری دفاتر میں اصلاحات آسان تر ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ انتخابات سے پیش پیش مفاد پرست سیاست دانوں کی طرف سے سرکاری ملازموں کو نہ صرف خوشگوار مستقبل کا لالچ دیا جاتا ہے بلکہ انتقامی کاروائی سے خائف بھی۔ البتہ اگر گورنر مغربی پاکستان صوبائی سیاست پر کڑی نظر رکھیں تو ایسے سیاست داں ہاتھ پیر نہیں نکال سکتے۔

احترامِ مساجد کا فقدان

حرمتہ المزامیر ایک الگ مستقل مضمون ہے۔ اس فرصت میں ہمیں قرآن و سنت سے استدلال کرنا مقصود نہیں۔ موضوع کے اعتبار سے حکومت اور عامۃ المسلمین کی توجہ ازیں جانب مبذول کرانی ہے کہ آج سے دس سال قبل محض اس بات پر ملک گیر فسادات رونما ہو جاتے تھے کہ ہندوؤں کی برات مسجد کے قریب سے باجہ بجاتی ہوئی گزری، لیکن آج مسلمانوں کی بے حمیتی کا یہ حال ہے کہ اس شیطانی کام کو دھوم دھام سے کرتے ہیں۔ بلکہ باجہ بجاتے وقت مسجد، اذان، وقت نماز وغیرہ کا کچھ احترام نہیں کیا جاتا۔ جمعہ کے دن باجوں اور پٹاخوں کی آوازیں قال اللہ قال الرسولؐ میں مخل ہوتی ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمارا اولین فرض تو یہ ہے کہ جس نامعقول حرکت کو اللہ اور رسولؐ نے حرام فرمایا ہے اُسے بالکل بند کر دیں۔ کیونکہ اسی میں عاقبت کی درستگی ہے۔ لیکن اگر ہماری شقاوت ہمیں اسلامی احکام ماننے کی اجازت نہیں دیتی تو کم از کم اتنا تو ضرور ہو کہ مسجد جیسے شعار اللہ کی قطعاً بے حرمتی نہ ہو۔ اور نہ اہل دین کی دل آزاری ہو۔ ہماری اطلاع کے مطابق ضلعی حاکم اعلیٰ کی طرف سے مسجد کے قرب و جوار میں کم از کم سو گز تک باجہ وغیرہ استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔ اگر یہ درست ہے تو یہ پولیس والے کیوں نوٹس نہیں لیتے۔ حالانکہ اس میں دوگنا جرم پایا جاتا ہے۔ ایک احکم الحاکمین کے حکم کو پس پشت ڈالنا اور دوسرے حاکم وقت کے قانون کو توڑنا۔

کیا ہم امید رکھیں کہ ہماری اپیل کو مسلمان عوام اور حکومت شرفِ شنوائی بخشیں گے۔؟

سانحۂ ارتحال

قارئین کرام اخبارات کی وساطت سے حضرت مولانا مطیع الحق صاحب پیامی قاسمی کی وفات کی خبر سُن چکے ہونگے۔ موصوف نے جمعۃ المبارک (۳۰ شوال ۱۳۷۶ھ) کو انتقال فرمایا۔ وفات کی خبر انتہائی سرعت سے شہر کے کونے کونے میں پھیل گئی۔ نمازِ جمعہ کے بعد ہزاروں افراد باوجود شدید تمازت کے ان کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔ حضرت شیخ التفسیر مدظلہٗ نے [illegible] فرمائی + مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

حضرت موصوف مسلمان بچوں کی ایک نسل کے اُستاد ہیں۔ انجمن حمایت اسلام کے مدارس میں مروجہ تعلیم کے ساتھ ساتھ وہ مسلمان بچوں کو احکام خداوندی اور فرامین نبویؐ سے روشناس کراتے رہے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد حضرت موصوف نے عزلت نشینی پسند نہ کی۔ بلکہ تعلیم طفلاں کی سنگلاخ زمین میں علم و عرفان کی آبیاری فرماتے رہے۔ آپ نے ضیاء العلوم کے اسم بامسمیٰ سے ایک ادارہ قائم کیا۔ جس میں بچوں کو نہ صرف قرآن و سنت بلکہ علوم جدیدہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ ادارہ روز افزوں مقبولیت پر ہے۔ اس کے علاوہ ماہنامہ ضیاء العلوم بھی آپ کی یادگار موجود ہے۔

حضرت کی موت سے جو خلا ہوا ہے۔ شاید اُسے پورا ہونے میں دیر لگے۔ وہ مرحوم مغفور ہیں۔ تاہم ہم بارگاہِ ربی میں دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند تر فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل اور ان کے اسوہ پر عمل کثیر کی توفیق عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰- شوال ۱۳۷۶ھ مطابق ۳۱- مئی ۱۹۵۷ء

دوسری چیزوں کی طرح انسان کی بھی دو قسمیں ہیں اصلی اور نقلی

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - آپ کو معلوم ہے - کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں - ایک اصلی اور دوسری نقلی - چنانچہ قرآن مجید میں اعلان ہے - (وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ)

سورہ الذّٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ - اور ہم نے ہی ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا -

مثلاً

اصل کے مقابلہ میں نقل - کھرے کے مقابلہ میں کھوٹا - صحیح کے مقابلہ میں غلط - توحید کے مقابلہ میں شرک - ایمان کے مقابلہ میں کفر - سنّت کے مقابلہ میں بدعت موجود ہے - اسی طرح انسان کی بھی دو قسمیں ہیں - اصلی اور نقلی -

اصلی اور نقلی کی پہچان

اصلی اور نقلی کی پہچان یہ ہے - کہ اصلی کے اندر وہ تمام صفتیں پائی جاتی ہیں - جو اس چیز کے پیدا کرنے والے نے اس کے لئے تجویز کی ہوتی ہیں - مثلاً سبزیوں میں کریلے - بینگن - پھلوں میں آم اور کیلا - ان چاروں چیزوں میں جو اصلی ہوں گی - ان میں جو تاثیر - ذائقہ - اور لذّت اللہ تعالےٰ نے رکھی ہے - وہ نقلی میں نہیں ہوسکتی - کیا مٹی کے بنائے ہوئے نقلی بینگن اور کریلے پکا کر سالن کی بجائے کھائے جا سکتے ہیں - اور کیا مٹی کے بنے ہوئے آم اور کیلے انسان کھا سکتا ہے - انسان کے اصلی اور نقلی ہونے کی

یہی پہچان ہے

کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں اگر وہ اس کے اندر پائی جائیں - تو اس کو اصلی - سچا - کھرا اور صحیح معنی میں انسان کہا جائے گا - اور اگر وہ نہ پائی جائیں - تو اصلی نہیں - بلکہ نقلی انسان ہو گا - دربارِ الٰہی میں انسان وہی سمجھا جائیگا جو اصلی ہو - اللہ تعالےٰ کی طرف سے دُنیا میں عزّت بھی فقط اُس شخص کو ملے گی - جو اصلی ہو - قبر بھی اسی انسان کی بہشت بنے گی - جو اصلی ہو - قیامت کے روز رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوض کوثر سے بھی اسی کو پانی پلایا جائیگا - جو اصلی ہو - جہنّم سے بچا کر جنّت کا ٹکٹ بھی اسی کو دیا جائے گا - جو اصلی ہو -

بارگاہِ الٰہی میں اصلی انسان کی صفات

(۱) (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ)

سورہ الذّٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ - اور مَیں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے - تو صرف اپنی بندگی کے لئے -

اس شاہنشاہی اعلان کے

لحاظ سے اصلی انسان فقط وہ ہو گا - جس کی زندگی کا نصب العین فقط اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو - مقصود بالذات فقط یہی ہو گا - ہاں کسب معاش کے لئے خواہ کوئی صورت اختیار کرے - تجارت کرے زراعت کرے - دستکاری کرے - ملازمت کرے - یہ ذرائع تابع رضاءِ الٰہی کے ہونگے انسان یہ کام ہمت اور شوق اور تندہی سے کرے گا - بشرطیکہ عبدیت کے نصب العین سے نہ ٹکرائیں - جہاں ٹکراؤ پیدا ہو - اس کام کو فوراً چھوڑ دے - خواہ لاکھوں اور کروڑوں روپے کا نقصان کیوں نہ ہو -

نقلی انسان کا خُدا

(أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ط فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ط أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝)

سورہ الجاثیہ رکوع ۳ پارہ ۲۵

ترجمہ - بھلا آپ نے اس کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا - اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسے گمراہ کر دیا - اور اور اس کے کان اور دل پہ مہر کر دی - اور اس کی آنکھوں پہ پردہ ڈال دیا - پھر اللہ کے بعد اسے کون ہدایت کرسکتا ہے - پھر تم کیوں نہیں سمجھتے -

حاشیہ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں " جو شخص محض خواہش نفسانی کو اپنا حاکم اور معبود ٹھہرا لے - جدھر اس کی خواہش لے چلے - ادھر ہی چل پڑے - اور حق و ناحق کے جانچنے کا معیار اس کے پاس یہ ہی خواہش نفس رہ جائے - اللہ تعالیٰ بھی اسے اس کی اختیار کردہ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے - پھر اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے - کہ نہ کان نصیحت کی بات سنتے ہیں نہ دل سچی بات کو سمجھتا ہے - نہ آنکھ سے بصیرت کی روشنی نظر آتی ہے - ظاہر ہے - اللہ جس کو اس کی کرتوت کی بدولت ایسی حالت پر پہنچا دے - کونسی طاقت ہے جو اس کے بعد اسے راہ پر لے آئے "

حاصل

یہ نکلا کہ دُنیا میں ایسے انسان بھی ہیں - جن کا خدا اصلی اور حقیقی خدا نہیں رہا - بلکہ اُنہوں نے محض اپنی خواہش نفسانی ہی کو خدا تعالےٰ کا درجہ دے رکھا ہے - وہ ہر وقت اور ہر حال میں اسی بناوٹی معبود کے تابع فرمان رہتے ہیں -

اپنے علمآ اور اپنے پیروں کو خُدا بنانے والے

(اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ج وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا إِلٰهًا وَّاحِدًا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ط سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝) سورہ التوبہ رکوع ۵ پارہ ۱۰

ترجمہ - انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے - اور مسیح مریم کے

بیٹے کو بھی۔ حالانکہ انہیں حکم بھی ہوا تھا۔ کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے +

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح لکھتے ہیں " ان کے علماء و مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ بنا دیتے۔ خواہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہہ دیتے اسی کو سند سمجھتے۔ کہ بس خدا کے ہاں ہم کو چھٹکارا ہوگیا۔ کتب سماویہ سے کچھ سروکار نہ رکھا تھا۔ محض احبار و رہبان کے احکام پر چلتے تھے۔ اور ان کا یہ حال تھا کہ تھوڑا سا مال یا جاہی فائدہ دیکھا۔ اور حکم شریعت کو بدل ڈالا۔"

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اس قسم کے انسانوں نے اپنے علماء اور اپنے پیروں کو خدائی والا درجہ دے رکھا ہے۔ یہ بھی اصلی انسان کی صفت میں شامل ہونے کے قابل نہیں ہیں۔

اصلی انسانوں کی دوسری صفت

(رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۔ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۔

سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا۔ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے۔ اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری برائیاں دور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے۔ اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے وعدہ کیا ہے۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرو۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ان کے مقابل نقلی انسان

جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان نہیں لاتا۔ بلکہ آپ پر اعتراض کرتا ہے۔ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۔

سورہ الفرقان رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں اس رسول کو کیا ہوگیا کہ کھانا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا۔ کہ اس کے ساتھ وہ بھی ڈرانے والا ہوتا۔

اصلی انسانوں کا دستور العمل

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۔

سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی اللہ سے جو عہد ازل ہوچکا ہے (عہد الست) جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے۔ اور جو انبیاء کی زبانی عہد لئے گئے ان سب کو پورا کرتے ہیں۔ کسی کو توڑتے نہیں۔ نیز بذات خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے جو عہد و پیمان باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت نہ ہو) اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

(آیت) وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ۔ سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں + یعنی صلہ رحمی کرتے ہیں یا ایمان کو عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں۔ یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں۔ یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے۔ کہ کسی کو مانیں کسی کو نہ مانیں حق تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا تصور کر کے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔ کیا صورت پیش آتی ہے۔

(آیت) وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۔

سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا۔ اور نماز قائم کی۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی مصائب اور شدائد اور دنیا کی مکروہات پر صبر کیا۔ کسی سختی سے گھبرا کر اطاعت کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا۔ نہ معصیت کی طرف جھکے۔ اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا۔ اس لئے نہیں کہ دنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے۔ نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا تھا۔ مجبور ہو گئے۔ تو صبر کر کے بیٹھ رہے۔ پوشیدہ کو شاید اس لئے مقدم رکھا۔ کہ پوشیدہ خیرات کرنا افضل ہے۔ الآیہ کہ کہیں مصلحت شرعی علانیہ دینے میں ہو۔ (اور) برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں۔ سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں۔ کوئی ظلم کرتا ہے۔ یہ معاف کرتے ہیں۔

(آیت) جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۔ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۔

سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور ان کے باپ دادا اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے۔ کہیں گے۔ تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

آباء کا لفظ تغلیباً کہا ہے۔ جس میں امہات (مائیں) بھی شامل ہیں۔ یہ جنت کی بشارت کے ساتھ مزید خوشخبری سنائی۔ کہ ایسے کاملین کو جن کی خصال اوپر بیان ہوئیں۔ جنت میں ایک نعمت و مسرت یہ حاصل ہوگی۔ کہ وہ اور ان کے ماں باپ، اولاد، بیویاں جو اپنی نیکی کی بدولت دخول جنت کے لائق ہوں۔ سب اکٹھے رہیں گے۔ حتیٰ کہ ان متعلقین میں سے اگر کوئی کم رتبہ ہوگا تو حق تعالیٰ اپنی نوازش و مہربانی سے درجہ بڑھا کر اس مرد کامل سے نزدیک کر دے گا۔ " وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (طور رکوع ۱)

اس سے معلوم ہوا - کہ بدوں ایمان و عمل صالح کے محض کاملین کی قرابت کافی نہیں۔ ہاں ایمان و عمل صالح موجود ہو تو تعلق قرابت سے کچھ ترقی درجات ممکن ہے۔ واللہ اعلم - صحیح حدیث میں جنت کے آٹھ دروازے بیان ہوئے ہیں - مطلب یہ کہ ان کاملین کی تعظیم و تکریم کے لئے خدا کے پاک فرشتے ہر طرف سے تحائف و ہدایات لے کر حاضر ہونگے - احادیث میں ہے کہ خلق اللہ میں سے اوّل وہ فقراء مہاجرین جنت میں داخل ہونگے - جو سختیوں اور لڑائیوں میں سینہ سپر ہوئے - اور رخنہ بندی کے وقت کام آتے تھے - جو حکم ان کو ملتا اس کی تعمیل کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے - دنیا کی حاجتیں اور دل کے ارمان دل ہی میں لے کر یہاں سے رخصت ہو گئے - قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائیگا - میرے وہ بندے کہاں ہیں - (حاضر ہوں) جو میرے راستہ میں لڑے - میرے لئے تکلیفیں اٹھائیں اور جہاد کیا - جاؤ - جنّت میں بے کھٹکے داخل ہو جاؤ - پھر ملائکہ کو حکم ہوگا - کہ میرے ان بندوں کے پاس حاضر ہو کر سلام کرو - وہ عرض کریں گے خداوندا ہم تیرے بہترین مخلوق ہیں - کیا ہم بارگاہ قرب کے رہنے والوں کو حکم دیتے ہیں - کہ ان میں زمینی باشندوں کے پاس حاضر ہو کر سلام کریں ارشاد ہو گا - ہاں - یہ میرے وہ بندے ہیں - جنہوں نے توحید پر جان دی - دنیا کے سب ارمان سینوں میں لے کر چلے آئے - میرے راستہ میں جہاد کیا - اور ہر تکلیف کو خوشی سے برداشت کرتے رہے - یہ سُن کر فرشتے ہر طرف سے ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے - سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ - حدیث میں ہے - کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے آغاز میں قبور شہدا پر تشریف لے جاتے - اور فرماتے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ - یہی طرز عمل حضرات ابوبکر، عمر، اور عثمان رضی اللہ عنہم کا رہا -

نقلی انسانوں کا دستورالعمل

(آیت) وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ

سورہ الرعد رکوع ٣ پارہ ١٣

ترجمہ - اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں - اور اس چیز کو توڑتے ہیں - جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم فرمایا - اور ملک میں فساد کرتے ہیں - ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے - اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے - روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے - اور دنیا کی زندگی پر خوش ہیں - اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں - مگر تھوڑا سا اسباب -

حاشیہ شیخ الاسلام

" سعداء کے مقابل یہاں اشقیاء کی عادات خصال اور آخری انجام بتلایا ہے ان کا کام یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے بدعہدی کریں - جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم تھا انہیں توڑیں - ملک میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائیں - دوسروں پر اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے نہ رکیں - یہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت سے دور پھینک دیئے گئے - اور سب سے زیادہ بُرے مقام پر پہنچنے والے ہیں - دنیا کی عیش کو فراخی کو دیکھ کر سعادت اور شقاوت کا فیصلہ نہیں ہوتا - نہ یہ ضروری ہے کہ جن کو دنیا میں خدا نے رزق اور پیسہ زیادہ دیا ہے - وہ اس کی بارگاہ میں مقبول ہو - بہت سے مقبول بندے بطور آزمائش و امتحان یہاں عسرت کی زندگی بسر کرتے ہیں - اور مردود مجرموں کو ڈھیل دی جاتی ہے - وہ مزے اڑاتے ہیں - یہ ہی دلیل اس کی ہے - کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ہے جہاں ہر شخص کو اس کے نیک و بد اعمال کا پورا پھل مل کر رہے گا - بہر حال دنیا کی تنگی و فراخی مقبول و مردود ہونے کا معیار نہیں بن سکتا - یعنی (یہ لوگ) اسی کو مقصود سمجھ کر اتراتے اور اکڑتے ہیں - حالانکہ یہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی محض ہیچ ہے - جیسے ایک شخص اپنی انگلی سے سمندر کو چھوئے تو وہ تری جو انگلی کو پہنچتی ہے - سمندر کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے - دنیا کی آخرت کے مقابل اتنی بھی حقیقت نہیں - لہٰذا عقلمند کو چاہئے - کہ فانی پر باقی کو مقدم رکھے - حقیقت یہ ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے - بذات خود مقصود نہیں - یہاں کے سامانوں سے اس طرح تمتع کرو - جو آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنے - جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا -"

دُعا

اے اللہ ہمیں اصلی مسلمان بنا - جو تیری بارگاہ میں مقبول ہو - آمین یا الٰہ العالمین -

شکریہ

جن احباب نے اس عاجز کے پوتے کی ولادت پر تہنیت نامے ارسال فرمائے ہیں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں -

احقر الانام احمد علی

استدعا برائے دُعائے صحت

ہفت روزہ خدام الدین کے ایڈیٹر جناب چوہدری عبدالرحمٰن خاں صاحب ایم اے ایل ایل بی گذشتہ چند ایام سے صاحب فراش ہیں - ویسے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رو بہ صحت ہیں - لیکن نقاہت بدستور ہے - احباب سے درخواست کی جاتی ہے - کہ جناب چوہدری صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرماویں -

درخواست کنندہ احقر مشتاق حسین بخاری

بقیہ نیک نیتی صفحہ ٨ سے آگے

بدبو دُور کرنا (٦) مسجد میں قریب بیٹھنے والوں کو اپنی بدبو سے بچانا (٧) خوشبو لگا کر تیزیٔ فہم کا خیال کہ دین کی سمجھ حاصل ہو -

علیٰ ہٰذا القیاس ہر کام کرتے وقت اپنی نیّت درست رکھیں - مثلاً کھانا کھاتے وقت یہ نیّت کریں کہ عبادت کے لئے قوّت حاصل کرنا مقصود ہے سوئیں تو اس نیّت سے کہ عبادت کے لئے تقویت ملے وغیرہ (ماخوذ از احیاء العلوم جلد چہارم باب ہفتم) اللہ تعالیٰ ہمیں ہر عمل کرتے وقت صحیح نیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین -



مجلس ذکر

منعقدہ جمعرات۔ مورخہ ۲۹ شوال مطابق ۳۰ مئی ۱۹۵۷ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ:۔ گزشتہ جمعرات قبض اور بسط کا مضمون تھا۔ جس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا۔ یعنی قبض کی وجوہات کیا ہیں۔ جو لوگ ذکر الٰہی سے بالکل غافل ہیں ان پر تو کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ مگر وہ لوگ جو مدت سے نماز کے عادی ہوں۔ ان کو یہ چیز پیش آئے گی کہ مثلاً مغرب کی نماز میں تو سرور حاصل ہوا تھا۔ لیکن نماز عشا میں بالکل سرور ندارد تھا۔ تکبیر تحریمہ اللہ اکبر سے لے کر السلام علیکم و رحمۃ اللہ تک کچھ پتہ نہیں چلا۔ آخر سرور اور بشاشت کہاں گئے وجہ اس کی یہ ہوئی کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کسی کے ہاں دعوت کھانے کے لیئے گئے۔ کھانا کھا کر طبیعت میں نماز کی لذت اور کیف نہ رہا۔

قبض کی وجہ اکثر حلال و حرام میں تمیز نہ کرنا ہی ہے۔ بازار کی سب چیزیں بظاہر حلال ہیں۔ لیکن اگر مال چوری کا ہے تو وہ حلال بھی باطنی طور پر حرام ہوگا۔ حرمت کی دو اقسام ہیں۔ ایک حرمت لذاتہ ہے۔ جیسے گدھے وغیرہ کا گوشت اور دوسری حرمتہ لغیرہٖ مثلاً بکری کا گوشت بظاہر حلال ہے۔ لیکن چوری کا ہونے کی وجہ سے حرام ہو جاتا ہے۔ ان چیزوں کا تب پتہ چلتا ہے کہ شیخ کامل ہو اور مدت مدید طالب کی روحانی تربیت کرے۔ میں طالب علموں سے کہا کرتا ہوں کہ طالب علم ۵۰ فیصدی استاد سے استفادہ اور ۵۰ فی صدی استاد کا ادب کرے۔ تب طالبعلم صحیح معنی میں مستفید ہو سکتا ہے۔ باطنی فیض اخذ کرنے کے لیئے بلا مبالغہ سچ عرض کرتا ہوں کہ عقیدت ادب اور اطاعت میں ایک ذرہ برابر بھی فرق نہ آنے پائے تو اللہ ہو

کے پاک نام کی برکت سے باطنی بینائی حاصل ہوتی ہے۔ اور پتہ چلتا ہے۔ ہٰذا حلالٌ۔ ہٰذا حرامٌ۔ جن کو اللہ کے نام سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کو حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں ہو سکتی۔ اور وہ بچوں کی طرح صفائی و پاکیزگی کا خیال کیئے بغیر ہی۔ سب کچھ کھاپی جاتے ہیں اور انہیں کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا۔

الغرض باطنی بینائی بھی اللہ کے نام کی برکت سے ہے۔ اس کے نام کی صفات اور برکات کا اندازہ کسی کو نہیں ہو سکتا۔ بہر حال مشتبہ یا حرام مال کھانے سے قبض طاری ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور وجہ بھی ہے کہ بعض انسانوں کو دیکھنے سے طبیعت میں فرحت اور بشاشت پیدا ہوتی ہے اور بعض کو دیکھنے کا اثر بالکل برعکس ہوتا ہے۔ یعنی دل میں کدورت پیدا ہوتی ہے اور دل مرجھا جاتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندے

وہ ہیں۔ جنہیں دیکھنے سے خدا یاد آ جائے اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کو دیکھنے سے خدا بھول جاتا ہے۔ مثلاً ایک بے پردہ عورت جس نے ہار سنگار کیا ہو اس کو دیکھ کر ہی طبیعت میں تغیر آ جائیگا مومن مردوں سے کہا گیا۔ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ ۝ وَ قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَ یَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ وَ لَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ الآیہ **ترجمہ**:۔ مسلمان مردوں سے کہہ دیجیئے۔ کہ اپنی نگاہیں نیچی کر لیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ ان کے لئے یہ بات نہایت پاکیزہ ہے۔ اور بیشک وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ اور مسلمانوں عورتوں سے بھی کہہ دیجیئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔

(سورہ نور پارہ ۱۸۔ آیت ۳۰-۳۱)

غرضیکہ نگاہ ڈالنے سے ہی بات آگے بڑھتی ہے اور طبیعت کشش بھی تو کرتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ خدا کے خوف نے روکا۔ آج کل اس قسم کی بے پردہ عورتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ انارکلی لارنس گارڈن اور شہر کے ہر حصہ میں یہ موجود ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ فقط مشتبہ مال کے کھانے پر ہی قبض پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض انسانوں کو دیکھ کر بھی خدا بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو [illegible] کے اسباب قبض سے بچائے۔ علاوہ اس کے بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کی نحوست کا اثر پڑتا ہے۔ بعض ڈاکٹر یا اطباء مریض کی شکل دیکھتے ہی مرض کی تشخیص کر لیتے ہیں۔ میرے بچپن کا ایک واقعہ ہے کہ میں مولانا عبید اللہؒ کے ساتھ گاڑی میں سفر کر رہا تھا۔ حضرت مولانا نے وقت دیکھنے کے لیئے گھڑی جیب سے نکالی۔ میں نے ان کی گھڑی پر مقناطیس رکھ دیا گھڑی خراب ہو گئی اور پھر کبھی صحیح نہ ہوئی۔

آج کا اصل موضوع قرآنِ پاک کی اس آیت کے ماتحت ہے۔ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔ ترجمہ خبردار اللہ کے ذکر سے دل کا اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ اور ارشاد باری تعالےٰ ہے

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝
(سورہ الانعام پارہ ۸ آیت ۱۱۵)

ترجمہ۔ تیرے رب کے کلام انتہائی سچائی اور انصاف سے پورے ہوئے اور اس کی بات کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

قیامت کے دن دوزخ میں اللہ تبارک تعالےٰ اپنا قدم مبارک رکھ دیں گے۔ تو وہ پکار اُٹھے گی۔ قَطْ قَطْ یعنی بس بس! اسی طرح انسان کا پیٹ بھی ایک چھوٹا سا دوزخ ہے۔ جو اور لاؤ اور لاؤ (ھَلْ مِنْ مَّزِیْد) کرتا رہتا ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالےٰ کا نام ہی اطمینان پیدا کرتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی بھی اس کو نہیں بھر سکتا۔ جس عقل سے ہم دنیا میں کام لیتے ہیں اُسی سے دین کے معاملات طے کریں تو طبیعت کا رُخ بدل سکتا ہے۔

حضرت بہاؤ الحق زکریا ملتانی رح کا واقعہ ہے۔ ایک خادم نے آکر اطلاع دی کہ حضرت جس کشتی میں لنگر کا مال تھا وہ بھنور میں آگئی ہے۔ تو حضرت رح نے فرمایا الحمد للہ۔ کچھ دیر کے بعد دوسرے خادم نے آکر اطلاع دی ہے کہ حضرت کشتی بھنور سے صحیح سلامت نکل آئی ہے تو اس پر بھی حضرت نے الحمد للہ فرمایا۔ ایک بے تکلف خادم نے ہر دو مواقع پر الحمد للہ کہنے کی وجہ دریافت کی تو اُنہوں نے فرمایا جب نقصان کی اطلاع ملی تو میں نے دل کو دیکھا اس میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ اس لئے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور اسی طرح کشتی کے بچ نکلنے پر بھی طبیعت پر کوئی اثر نہ تھا۔ اس لئے میں نے شکر کیا کہ اللہ تعالےٰ نے میرے دل کو اپنے نام کے ساتھ اطمینان فرمایا ہُوا ہے۔ انہی کے صاحبزادہ صاحب رح کا واقعہ ہے کہ جب حضرت رح انتقال فرما گئے اور اُنہوں نے دفن کرنے سے پیشتر ہی جو کچھ لنگر خانے میں تھا سب لُٹا دیا۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ ابھی حضرت صاحب رح کا جنازہ موجود ہے۔ اور ان کا اثر مجھ پر ہے۔ بعد میں خدا جانے کہ یہ کیفیت رہے یا نہ رہے۔ اِدھر دنیا داروں کا یہ حال ہوتا ہے کہ ذرا کپڑے کا بھاؤ گر گیا تو خودکشی کرلی۔ دولت گئی تو ہارٹ فیل ہوگیا۔ یہ دُنیا کی محبت تھی۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ اگر اللہ سے دل لگ جائے تو یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اللّٰھم اعطنا بفضلک و منک

ہر معاملہ میں نیک نیتی کو اپنا دستور العمل بناؤ

(از جناب صوفی محمد شفیع عمر الدین صاحب دفتر دار میرپور خاص)

حدیث (عن عمر رضی اللہ عنہ) اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَھِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِامْرَاَۃٍ یَّتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْهِ
(مشارق الانوار بحوالہ بخاری و مسلم)

ترجمہ۔ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اُس نے نیت۔ سو جس کی ہجرت اللہ اور اُس کے رسول کے واسطے ہوئی۔ تو اس کی ہجرت خدا اور اُس کے رسول کے واسطے ہو چکی۔ اور جس کی ہجرت دُنیا کے واسطے ہُوئی کہ اُس کو حاصل کرے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے۔ تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی۔

یعنی نیت میں اگر اخلاص ہوگا اور عمل محض اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے کرے گا تو ثواب کا حقدار ہوگا۔ اگر عمل کے تحت میں کوئی دُنیا وی غرض پوشیدہ ہوگی اور نیت خالص نہ ہوگی تو ثواب سے محروم رہے گا۔

ہر عمل اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رضاجوئی مدّ نظر رکھ کر کرنا چاہیئے۔ مولانا روم رح فرماتے ہیں ؎

سیّد الاعمال بالنّیات گفت
نیتِ خیرت بسی گلہا شگفت
نیتِ مومن بود با از عمل
ایں چنیں فرمود سلطان دول

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اعمال کے ثواب کا مدار نیتوں سے وابستہ ہے۔ جب عمل نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ کیا جائے تو وہ عمل گل و گلزار بن جاتا ہے۔ اس لئے مومن کی نیت عمل پر بھی سبقت لے جاتی ہے۔ سرکارِ دو عالم کا فرمودہ اسی طور پر ہے۔

آپ نے اس مضمون کو ذیل کی مثال میں خوب واضح فرمایا ہے ؎

خانۂ نو ساخت، روزی نو مرید
پیر آمد خانۂ او را بدید
گفت و شیخ آں نو مرید خویش را
امتحاں کرد آں نکو اندیش را
او زن از بہر چہ کردی اے رفیق
گفت تا نور اندر آید در طریق
گفت آں فرع است ایں باید نیاز
تا ازیں رہ بشنوی بانگ نماز
نور خود اندر تبع می آیدت
نیتت آں کن کہ می بایدت

یعنے ایک نئے مرید نے ایک نیا گھر بنایا۔ اُس کا پیر آیا اور اس نے اُس گھر کو ملاحظہ فرمایا۔ پیر نے اس نیک فرجام مرید کو پرکھنا چاہا کہ اس کی نیتوں میں اخلاص کا جذبہ کس حد تک پنہاں ہے۔ لہٰذا سوال کیا کہ یہ کھڑکی اس مکان میں کیوں رکھی ہے۔ مرید نے جواب دیا اس لئے کہ اس سے روشنی مکان کے اندر آئے۔ اس جواب کو سُن کر پیر نے فرمایا۔ یہ تو فرعی چیز ہے۔ جس کی تُو نے نیت کی ہے۔ تیری نیت عبادت کی ہونی چاہیئے۔ کہ آذان کی آواز سُن کر پنجگانہ نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہو جاؤں۔ اس نیتِ خیر کے بعد بھی روشنی کا مکان میں داخل ہوتا نہیں رُک سکتا۔ اس لئے نیت ہمیشہ اس بات کی کرنی چاہیئے جو در اصل مقصود ہو۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اخلاص کے علاوہ اور بھی پتے کی باتیں اس بارے میں ارشاد فرمائی ہیں۔ کہ ہر عمل کرتے وقت بہت سی نیتیں کرو۔ تاکہ ثواب کے درجات بڑھ جائیں۔ مثلاً جمعہ مبارک کے دن خوشبو کا استعمال کرتے وقت بیک وقت یہ نیتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) جمعہ کی نماز کے لئے خوشبو کا استعمال۔ (۲) اتّباعِ سُنّت کا خیال (۳) تعظیم مسجد کا دھیان (۴) دوسرے جماعتیوں کو راحت پہنچانے کا مقصد (۵) اپنے بدن سے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَبُّکُمْ عَزَّوَجَلَّ لَوْ اَنَّ عَبِیْدِیْ اَطَاعُوْنِیْ لَاَسْقَیْتُھُمُ الْمَطَرَ بِاللَّیْلِ وَاَطْلَعْتُ عَلَیْھِمُ الشَّمْسَ بِالنَّھَارِ وَلَمْ اُسْمِعْھُمْ صَوْتَ الرَّعْدِ رَوَاہُ اَحْمَدُ

ترجمہ - روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ فرماتا ہے پروردگار تمہارا غالب و بزرگ کہ اگر تحقیق بندے میری فرمانبرداری کریں میری یعنی بیچ امر و نہی میری کے البتہ برساؤں میں اُن پر مینہ رات کو سوتے ہوں آرام سے اور نکالوں میں اُن پر دھوپ دن کو تاکہ رہیں اپنے امور و کسبوں میں مشغول ہوں - اور نہ سناؤں میں اُن کو آواز گرجنے کی - یعنی نہ رات کو اور نہ دن کو تاکہ نہ ڈریں اور نہ گھبرائیں - پس نہ ضرر پائیں - نقل کی یہ احمد نے -

وَعَنْہُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی اَھْلِہٖ فَلَمَّا رَاٰی مَا بِھِمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ اِلَی الْبَرِّیَّةِ فَلَمَّا رَاَتِ امْرَاَتُہٗ قَامَتْ اِلَی الرَّحٰی فَوَضَعَتْھَا وَاِلَی التَّنُّوْرِ فَسَجَرَتْہُ ثُمَّ قَالَتْ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا فَنَظَرَتْ فَاِذَا الْجَفْنَةُ قَدِ امْتَلَاَتْ قَالَ وَذَھَبَتْ اِلَی التَّنُّوْرِ فَوَجَدَتْہُ مُمْتَلِئًا قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ اَصَبْتُمْ بَعْدِیْ شَیْئًا قَالَتِ امْرَاَتُہٗ نَعَمْ مِنْ رَّبِّنَا وَ قَامَ اِلَی الرَّحٰی فَذَکَرَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا اِنَّہٗ لَوْ لَمْ یَرْفَعْھَا لَمْ تَزَلْ تَدُوْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ رواہ احمد

ترجمہ - روایت ہے - انہیں ابوہریرہ رضؓ سے کہ کہا داخل ہوا ایک شخص اپنے اہل و عیال پر پس جبکہ دیکھی اس شخص نے وہ چیز کہ ساتھ اُن کے تھی یعنی حاجت و فقر و فاقہ نکلا طرف جنگل کے یعنی واسطے تضرع کی طرف خالق کے، پس جبکہ دیکھا اُس کی عورت نے یعنی ہاتھ خالی ہونا اپنے خاوند کا اور چلے جانا اہل کے پاس سے بسبب حیا کے کھڑی ہوئی - اور گئی طرف چکی کے پس رکھا اُس کو یعنی آگے اپنے یا رکھا اُوپر کا پتھر چکی کا نیچے کے پتھر پر یا معنی یہ ہیں کہ تیار کیا اُس کو اور صاف کیا اُس کو بامید اس کے کہ مرد اُس کا باہر گیا ہے کچھ لاوے اور اُس کو پیس کر روٹی پکاوے اور کھڑی ہوئی طرف تنور کے پس گرم کیا اُس کو یعنی روٹی لگانے کے لئے پھر دُعا کی عورت نے کہ خداوندا رزق دے ہم کو یعنی اپنے پاس سے کہ تُو خیرالرازقین ہے اور [illegible] ہماری طرف تیرے پس نگاہ کی عورت نے پس ناگہاں گرانڈ چکی کا بھرا ہُوا تھا آٹے سے - کہا راوی نے اور گئی عورت طرف تنور کے یعنی تاکہ روٹی لگائے اس کے بعد گوندھنے آٹے کے پس پایا اُس کو بھرا ہُوا روٹیوں سے یعنی اُس آٹے کی خود بخود آٹے کی روٹیاں ہو کر تنور میں جا لگیں - یا آٹا گرانڈ میں بحال خود رہا - اور تنور میں روٹیاں غیب سے پیدا ہوئیں - کہا راوی نے پس پھر کر آیا خاوند یعنی بعد دُعا کرنے کے کہا کہ پایا تم نے بعد جانے میرے کچھ یعنی قسم غلّہ سے کہ پیس کر روٹی پکائی تم نے کہا عورت نے کہ ہاں ہمارے پروردگار کی طرف سے عنایت ہُوا ہے - یعنی خلق کی طرف سے بحسب عادت کہ نہیں ملا ہے بلکہ محض غیب سے اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا اور کھڑا ہوا یعنی پس تعجب کیا خاوند نے اور کھڑا ہوا طرف چکی کے یعنی اُٹھایا اُس کو تاکہ دیکھے اثر اُس کا پس ذکر کیا گیا یہ ماجرا رو برو حضرت کے پس فرمایا آگاہ ہو تحقیق شان یہ ہے کہ اگر نہ اُٹھاتا وہ شخص چکی کو ہمیشہ پھرتی رہتی اور آٹا نکالتی رہتی روز قیامت تک - نقل کی یہ احمد نے -

ف - اور یہ امر بسبب برکت صبر و توکل کے تھا اور یہ ماجرا حضرت کے وقت کا ہے نہ اگلی امت کا -

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّزْقَ لَیَطْلُبُ الْعَبْدَ کَمَا یَطْلُبُہٗ اَجَلُہٗ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ

ترجمہ - روایت ہے ابی درداء رضؓ سے کہ کہا - فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق رزق البتہ ڈھونڈھتا ہے بندے کو جیسا کہ ڈھونڈھتی ہے اُس کو اجل اُس کی روایت کی یہ ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں - ف - یعنی پہنچنا دونوں کا یقینی ہے اور جیسے کہ حاجت نہیں ہے کہ کوئی مرگ کو ڈھونڈھے اور حاصل کرے بالضرور پہنچتی ہے ایسے ہی رزق کو حاجت نہیں ہے کہ ڈھونڈھیں جو کچھ مقدر ہے - بالضرور پہنچتا ہے ڈھونڈھیں یا نہ ڈھونڈھیں اور اگر ڈھونڈھیں رزق ڈھونڈھنے سے نہیں پہنچتا ہے ڈھونڈھنا بھی مقدر ہے - یعنی توکل خدا پر کرنا چاہئے اور یقین واثق ساتھ ضامن ہونے اللہ تعالےٰ کے رزق کا رکھنا چاہئے اور اضطراب نہ کرنا چاہئے اور اگر کچھ طلب متوسط کریں واسطے قائم کرنے رسم عبودیت کے ساتھ اعتماد کرنے کے اُوپر ضمانت حق کے تو یہ بھی درست ہے

؎ رو توکل کن ملرزاں پا و دست
رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست

کذا ذکرہ الشیخ رحؒ مُلّا علی نے بعد الفاظ حدیث کے لکھا کہ لکھتا ہوں میں بلکہ حصول رزق کا سابق تر اور جلد تر پہنچنے اجل اس کی سے اس لئے کہ اجل نہیں آتی ہے مگر بعد فراغ رزق کے - فرمایا اللہ تعالےٰ نے اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم نقل کیا ہے میرک نے منذری سے کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے اپنے صحیح میں اور بزار نے اور روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ساتھ اسناد جید کے مگر یہ کہ اس نے کہا - ان الرزق یطلب العبد اکثر مما یطلبہٗ اجلہٗ اور یہ موید ہے میری تقریر کی جو اُوپر لکھی میں نے اور روایت کی ابو نعیم نے حلیہ میں بطریق مرفوع کے - لو ان ابن آدم ھرب من رزقہٗ کما یھرب من الموت لادرکہ رزقہٗ کما یدرکہٗ الموت

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج ہے
پھر خوشی اس کی کیا کوئی جنٹ کوئی رج ہے
(اکبر الہ آبادی)

اسلام میں داڑھی کا مقام

(از جناب محمد شمس الدین نقشبندی مجددی درویش ضلع ہزارہ)

(۱) حمد و صلوٰۃ کے بعد — تجدید و احیائے دین کے ایک نئے مدعی صاحب کی طرف سے عرصہ سے سُننے میں آ رہا ہے کہ شریعت اسلامی میں داڑھی کی کوئی خاص حد مقرر نہیں بلکہ صرف اتنی ہی داڑھی کافی ہے جس سے تھوڑی سی "روسیاہی" حاصل ہو جانے سے آدمی نسوانی دُنیا میں ممتاز ہو جائے۔

اور بہت تعجب تو تب ہُوا جب یہاں (ہری پور ہزارہ) کے ایک خطیب صاحب سے بھی سُنا کہ شرعاً داڑھی کی کوئی خاص حد محقق نہیں۔ بنابریں نقیر کو باوجود علمی بے بضاعتی کے مجبوراً اس مسئلہ پر قلم اُٹھانا پڑا۔ اور بحمد اللہ تعالےٰ کتاب و سُنت سے کافی دلائل و شواہد اس مسئلہ پر یکجا ہو گئے ہیں جن سے بہت سے مغالطے رفع ہو گئے۔ کہ اگر خالی الذہن ہو کر ان کا مطالعہ کیا جائے تو اطمینانِ قلب و برودتِ صدر کے لئے کافی ہوں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جو قرآن پاک میں بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ یہودی او[illegible]ی مسلمانوں سے اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتے جب تک کہ مسلمان کا مذہب نہ اختیار کر لیں۔ اور عیسائیوں کا فساد تو اتنا واضح اور زیادہ ہے کہ دو ملعون عیسائی، مسلمانوں کا روپ دھار کر مدینہ طیبہ میں گنبد خضراء کے اندر سرنگ نکالنے پہنچ گئے تھے۔ اور پھر سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہُوئے تھے۔ ہندوستان میں فرنگیوں کی ابتدائی عملداری میں قلمی قرآن شریف خریدنے اور اس میں تحریف کرنے کا مشہور واقعہ اور مقدمہ تفسیر حقانی میں مذکور ہے۔ صـ۴۳

وزیر اعظم برطانیہ لارڈ گلیڈ سٹون یہ ارمان سینہ میں ہی لے کر دُنیا سے رخصت ہُوا کہ کسی طرح قرآن شریف سے سورہ انفال و توبہ ہی نکال دی جائیں۔ تاکہ عثمانی تلوار سے عیسائی یُورپ کو شاید امان نصیب ہو سکے۔ مسلمانوں نے کوئی علمی ترقی کی ہو یا عمرانی۔ انگریزوں کے مُنہ سے یہ رال ٹپکتی ہی رہتی ہے۔ کہ اس عظمت و کمال کو یُورپ کی طرف منسوب کریں۔ مثلاً فرنگیوں کی "نئی تحقیق" ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ حنفی رومن لا سے مرتب کی ہے (سیرت النعمان صـ۱۱۹) اور تاج محل آگرہ اور مقبرہ جہانگیر لاہور اطالوی انجینئروں نے بنایا تھا (اشارات مولفہ مشرقی صـ۱۱۴)

ہندوستان میں انیسویں صدی کی ابتدا سے ہی عیسائیوں نے ہر طرح کی جارحانہ تبلیغی یلغار مسلمانوں پر کر دی۔ ان کے ناپاک عزائم یہ تھے کہ تمام مسلمانوں کو عیسائی بنا کر ہی دم لیا جائے۔

عیسائیت کی اس جارحیت کے ردِ عمل میں ۱۸۵۷ء کا وہ مشہور جہاد آزادیٔ ہند — جس کو فرنگی اور فرنگی کے کاسہ لیس غدر کا نام دیتے ہیں — واقع ہُوا۔ اس جہاد میں تمام ہندوستانیوں نے بلا لحاظ مذہب و ملت بہادر شاہ ظفر کے جھنڈے تلے عیسائیت سے گلو خلاصی کی پُر زور جد و جہد کی تھی۔ گو یہ تحریک بظاہر کامیاب نہ ہو سکی تاہم عیسائیوں کی سیدھی (DIRECT) جارحانہ تبلیغ سے مسلمانوں کو نجات مل گئی۔ جب عیسائیوں نے یہ صورت حال دیکھی اور یہ اندازہ لگا لیا کہ مسلمانوں کے خلاف تبلیغ کا "ڈائرکٹ ایکشن" کامیاب نہیں ہو سکتا تو اُنہوں نے زیر زمین (ONDER GROUND) دام بچھایا۔ اور دو کام کئے۔

پہلا کام

پہلا کام یہ کیا کہ مسلمانوں کے مذہب اور تمدن کو غیر محسوس طریقے سے ختم کرنا چاہا۔ اسی بنا پر اُنہوں نے ہر اس بات کو اپنی تہذیب قرار دے لیا جو چاہے کتنی ہی تکلیف اور بدنما ہو۔ مگر ہو اسلامی تہذیب کے خلاف۔ مثلاً اسلامی تہذیب میں دائیں ہاتھ سے کھانا ہے تو اُنہوں نے بائیں ہاتھ سے شروع کر دیا۔ اسلامی تہذیب میں ہاتھ سے کھانے کی بے تکلفی ہے تو اُنہوں نے چھُری کانٹے کا تکلف اختیار کر لیا۔ اسلام گھٹنے ڈھانکنے کا حکم دیتا ہے تو انہوں نے نیکر ایجاد کر کے پورے ران ہی ننگے کر لئے۔ اسلامی تہذیب میں بیٹھ کر پیشاب کرنا ہے۔ تو انہوں نے کھڑے کھڑے پیشاب کرنا مقرر کر دیا۔ اسلام بے ضرورت کُتے رکھنے کی ممانعت کرتا ہے۔ تو انہوں نے شوقیہ "کُتا پروری" کو فرائض حیات میں داخل کر لیا۔ اسلامی تہذیب میں بیت الخلا میں پاؤں پر بیٹھ کر قضائے حاجت سے فارغ ہونا ہے تو انہوں نے "کموڈ" پر ٹانگیں لٹکا کر اس لئے پاخانہ پھرنا شروع کر دیا کہ کھڑے ہو کر قضائے حاجت کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ اگر ہوتی تو اسلام دشمنی میں ضرور "صاحب لوگ" کھڑے کھڑے ہی فارغ ہو جاتے اب جب کموڈ سے اُٹھے تو اکڑوں کھڑے ہو کر نجم واصل براز کو دائیں ہاتھ سے بجائے مٹی کے ڈھیلوں کے جو خوب جاذب اور منقی ہوتے ہیں۔ بیت الخلائی کاغذ (TOILET PAPER) سے صاف کیا کرتے اُلٹا غلاظت کو لیپ لیا۔ کیونکہ اطمینان سے پاؤں پر بیٹھ کر ڈھیلوں سے صفائی فرنگی اخلاق (ETIQUETTE) کے خلاف جو ٹھہری۔ اب پانی سے استنجا بھی نہ کیا اور اسی حالتِ غلاظت میں۔ پانچ دس گھڑے پانی کے ٹب میں جا کر بیٹھ گئے۔ اور وہی پاخانہ آمیز پانی مُنہ آنکھوں کانوں اور سر میں ڈال رہے ہیں۔ اور خوش ہو رہے ہیں کہ صفائی حاصل ہو رہی ہے اور اس غلاظت کے ساتھ بسا اوقات جنابت کی پلیدی بھی مستزاد ہو کر "نور علی نور" تو نہیں البتہ "ظلمات بعضہا فوق بعض" کا مصداق بن جاتی ہے اور "صاحب بہادر" تولیے سے بدن خشک کر کے خُشک ہو رہے ہوتے ہیں کہ خوب صفائی حاصل ہو گئی ہے۔ "برعکس نام زنگی نہند کافور" کی اس سے بہتر اور کیا تصویر کھینچی جا سکتی ہے۔ قیاس کن زگلستانِ او بہارش را۔ دوسری طرف اسلامی قوانین طہارت کی رو سے اتنی نجاست والا آدمی اگر ایک بڑے کنوئیں میں بھی داخل ہو جائے تو سارا کنواں ناپاک ہو جائے

ع ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

غرضیکہ کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے۔ سونے جاگنے چلنے پھرنے اوڑھنے پہننے۔ ہر حرکت سکون میں اُنہوں نے کوشش کی کہ کوئی ایسی

ترکیب ایکاد کیجائے جو غیر محسوس ہو۔ اور پھر اسلامی طریقے کے خلاف ہو!۔ پھر اپنی تہذیب کو پوری جارحیت اور ڈھٹائی مگر انتہائی غیر محسوس طریقے سے ہمارے پورے لباس۔ نشست و برخواست۔ مذہب۔ تمدن۔ طرزِ معاشرت طرزِ گفتگو۔ طرز تحریر و تقریر غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں پوری مضبوطی اور ڈھٹائی بلکہ سینہ زوری سے جاری کرنے کی انتھک کوشش کی۔ اسی قبیل سے داڑھی منڈانا بھی ہے۔

یہاں آکر انگریز کی سخت جانی کی داد دینی پڑتی ہے۔ کہ اس نے اسلامی تہذیب کو مٹانے کے لئے بعض بد نما اور تکلیف دہ کام بھی اختیار کر لئے اور پوری سخت جانی اور مستقل مزاجی سے خود تکلیف برداشت کرتا چلا گیا کہ تکلیف ہوتی ہے تو ہو۔ مگر اسلام کی مخالفت ہوتی رہے۔

مثلاً کھڑے ہوکر پیشاب کرنا سخت تکلیف دہ ہے۔ کہ پاؤں پر پیشاب کے چھینٹے پڑتے ہیں۔ پتلون اور بوٹ خراب ہوتے ہیں۔ مگر پروا نہیں کہ اس سے اگر اسلام کی مخالفت ہوتی ہے تو یہ تکلیف تکلیف نہیں بلکہ عین راحت ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ سعیٔ مسلسل بھی جاری رکھی کہ مسلمان اپنی وضع قطع چھوڑ کر اُسی کی وضع قطع اختیار کرلیں۔

مسلمانوں پر اس کا اثر

افسوس کہ بعض مسلمانوں نے نادانستہ طور پر انگریز کی دلی آرزو کو عملاً اپنایا۔ آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے بے حس مسلمان فرنگی کی ملعون تہذیب سے متاثر اور ملوث ہو چکے ہیں۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اور اسی فیصدی بھولے اور غافل مسلمان اُس کے ہمرنگ زمین جال میں پھنس چکے ہیں۔ بیچارے کرتے بھی کیا۔ ع

بود ہمرنگ زمین دام گرفتار شدند

اب حالت یہ ہے کہ انگریزی کالجوں کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی اکثریت انگریزی تہذیب کی دلدادہ ہو چکی ہے۔ اور ہمہ تن اس دُھن میں مصروف ہے کہ فرنگی تہذیب کو نظامِ حیات کے ہر شعبے میں اپنایا جائے

نام رکھیں گے تو انگریزوں جیسا۔ مثلاً نام ہوگا مرزا غلام حسین اور سیّد غلام مرتضیٰ مگر یہ لکھیں گے جی۔ ایچ مرزا اور جی۔ ایم سیّد۔ ع

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

الغرض ان تو تہذیبی حضرات کے پاخانے غسلخانے۔ باورچیخانے طعام خانے مہمان خانے آرام گاہیں ملاقات گاہیں سب کی سب ہی انگریزی تہذیب کے آئینے نظر آئینگے۔ ان مسکینوں کو کیا خبر کہ اقبال نے ان کے لئے ہی کہا ہے۔ ؎

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ رسم شاہبازی

حالانکہ ہمارا اپنا پورا اسلامی نظام حیات فرنگی کے نظامِ حیات سے لاکھوں درجہ بہتر موجود تھا۔ مگر ان حضرات کی اب حالت یہ ہے کہ ع

ان مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے

سچ ہے ؎

قیامت ہے کہ حبل اللہ سے کٹ کر گیا مسلم
اور انگریزوں کی بودی بے بٹی رسی سے جا لٹکا

اس حقیقت کو پیش نظر رکھنے کے بعد واضح ہو کہ اُنیسویں صدی تک یورپ بھر میں داڑھی عوام اور شرفا کا شعار سمجھی جاتی تھی۔ روم کے آخری دور کے بادشاہ کے پاس جب ایک بے ریش شخص بطورِ سفیر پہنچا۔ تو اس نے خفگی کا اظہار کیا اور پوچھا کہ

"کیا تمہارے بادشاہ کو داڑھی والا کوئی شخص نہ ملا؟"

(بحوالہ الصدیق ملتان بابت اپریل ۱۹۵۴ء)

مشہور پرتگیز امیر البحر جان ڈی کیسٹرو نے "گوا" میں جب کسی سے ایک ہزار کی رقم قرض لی تو اس کے عوض یہ کہتے ہوئے اپنی داڑھی کے چند بال گروی رکھے۔ کہ

"دُنیا کا تمام تمام سونا بھی میرے ان بالوں کی برابری نہیں کرسکتا۔"

(بحوالہ بالا)

خود ہمارے اپنے ملک میں چند سال پہلے تک داڑھی مُنڈانا بطور شرط ذکر کیا جاتا تھا۔ کہ اگر یہ کام یوں نہ ہوا تو داڑھی مُنڈا دوں گا۔"

بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کے روپے چند سال پہلے تک اور بادشاہ ڈنلپ کے ٹائر اب بھی دستیاب ہوتے ہیں۔ لاہور ہائیکورٹ کے کچھ سابق بادشاہ

چیف ججوں کے فوٹو اب بھی چیف جسٹس ہال میں آویزاں ہیں۔ تاریخ اسلام میں بھی ہے کہ جب "باذان" گورنر یمن کے دو داڑھی مُنڈے سفیر حضور علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو حضور علیہ السلام نے ان کی شکل پر ناراض ہوکر مُنہ پھیر لیا اور ان کو فرمایا کہ "خدا تمہیں خوار کرے۔ ایسی مکروہ شکل بنانے کا تمہیں کس نے حکم دیا ہے"۔

انہوں نے جواب دیا۔ "ہمارے رب کسریٰ نے حکم دیا ہے۔"

حضور علیہ السلام نے فرمایا "مگر میرے رب نے تو مجھے داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور مونچھیں کٹوانے کا"

(از تاریخ الخمیس و ابن جریر و ابن کثیر و سیرت حلبیہ)

نیز ایک اور داڑھی منڈے مجوسی کو آپؐ نے فرمایا کہ

"یہ (داڑھی منڈانا) کیا (بُری حرکت) ہے؟" اُس نے جواب دیا کہ یہ داڑھی منڈانا تو ہمارے دین میں (داخل) ہے

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ "لیکن ہمارے دین میں تو داڑھی بڑھانا اور مونچھیں کٹانا ہے۔ تفسیر در منثور ص۱۱۲

مسلمانوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے۔ جب دو مجوسی سفیروں کی مُنڈی ہوئی داڑھی دیکھ کر حضور علیہ السلام نے ان سے مُنہ پھیر لیا اور انہیں بد دعائیہ جملہ (خُدا تمہیں خوار کرے، ... وہ مہمان کافر تھے اور شرعاً داڑھی رکھنے کے پابند ہی نہ تھے۔ مگر یہ فعل چونکہ فطرت سلیمہ کے بھی خلاف تھا اس لئے حضور علیہ السلامؐ کے داڑھی منڈے مسلمان کلمہ گو اُمتی داڑھی منڈے مجوسیوں کی شکل میں آپؐ کے رو برو شفاعت کی غرض سے پیش ہونگے۔ تو اگر حضور علیہ السلام اس میدانِ شفاعت میں ہماری اس مجوسیانہ بدشکلی پر ناراض ہوکر ہم سے مُنہ مبارک پھیر لیں تو پھر بتایا جائے کہ ہمارا کیا انجام ہوگا۔ اعاذنا اللہ تعالےٰ منہا ؎

کوئی آسماں سے جو گر پڑے تو یہ ممکن ہے کہ وہ نہ مرے
تیرے طاقِ ابرو سے جو گرا تو پھر اس کا بچنا محال ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کی شہادت محض اس وجہ سے رد کر دی کہ اس کے فنیکین (نچلے ہونٹ کے نیچے کے دونوں طرف کے تھوڑے سے بال) اکھڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ اس

کی پُوری داڑھی موجود تھی۔

(احیاء العلوم للغزالی و قوت القلوب)

احیاء العلوم کی شرح "اتحاف السادۃ المتقین" میں اس واقع کی تشریح یُوں لکھا ہے۔ کہ "آپ نے اس کی شہادت اس لئے رد کردی کہ اس نے فنیکین اُکھیڑنے کی بدعت پر عمل کیا جو بزمانۂ سلف نہ تھی۔ اس لئے آپ نے اس کی شہادت رد کرکے اس کو تنبیہ کی۔" (اتحاف ص ۴۲۶ ج ۲ طبع مصر)

ان عبارتوں سے محترم مودودی صاحب کے اس مشہور مغالطے کی بھی قلعی کھُل گئی کہ حضور علیہ السلام نے ایک قبضہ داڑھی اپنے طبعی مزاج یا رواج عرب کی بنا پر رکھی تھی یہ کوئی شرعی حکم نہ تھا۔

(رسائل و مسائل جلد اوّل)

حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی نے لکھا ہے کہ ۶۷۱ھ میں دمشق میں قلندریہ فرقہ کے کچھ لوگوں نے داڑھیاں منڈوائیں تو اس وقت کے بادشاہ سلطان حسن بن محمد نے حکم دیا کہ ان کو ملک بدر کر دیا جائے اور اس وقت تک ان کو اسلامی شہروں میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ جب تک کہ وہ اس کافرانہ شعار سے توبہ نہ کرلیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ فعل باجماع اُمّت حرام ہے۔" تاریخ ابن کثیر ص ۲۶۴ ج ۱۳

ایسے ہی در مختار میں ہے اور مولانا تھانوی نے "بوادر النوادر" میں در مختار کے اس حکم کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ "اجماع اُمّت یہ ہے کہ ایک قبضہ سے داڑھی کم کرنا حرام ہے۔" بوادر النوادر ص ۴۴۳ ج ۲

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے عربی شرح مشکوٰۃ میں تصریح کی ہے کہ "ایک قبضہ داڑھی رکھنی واجب ہے اور اس مقدار سے کم کرنا حرام ہے"

شرح مشکوٰۃ حدیث خصال فطرت

اب ناظرین ہی انصاف کریں کہ حضرات سلف صالحین ایک قبضہ داڑھی حکم شرعی اور واجب سمجھ کر رکھتے تھے یا مذاق طبعی اور رواج ملکی کی بنا پر جیسے کہ مودودی صاحب نے گل افشانی فرمائی ہے ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

چند شبہات کے جوابات

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی ضمن میں دو چار شیطانی شبہات کا جواب بھی عرض کر دیا جائے۔ تاکہ بعد کو غلط بحث نہ ہوسکے۔

پہلا شبہ

بعض مغرب زدہ جو اپنے آپ کو "روشن خیال" سمجھتے ہیں یہ خیال ظاہر فرماتے ہیں۔ کہ داڑھی رکھنے سے قوم ترقی نہیں کرسکتی! تو یہ بات غلط اور مشاہدے کے بالکل خلاف ہے۔ مسلمان قوم نے جتنی ترقی بھی کی وہ اتباع شریعت کے صدقے میں ہی کی۔ اور جب شریعت کی پابندی چھوٹی تو خدا کی رحمت بھی روٹھی۔ اس پر تو تمام نئے تعلیم یافتہ لوگ متفق ہیں۔ کہ سر سیّد مرحوم کی وجہ سے قوم نے بہت ترقی کی تو اگر داڑھی ترقی میں حارج ہوتی تو سر سیّد مرحوم کی فٹ بھر لمبی داڑھی کبھی نہ ہوتی۔ بس داڑھی کا ترقی سے کیا عناد۔

ہمارے سامنے "بوھرہ" قوم ایک مختصر سی قوم موجود ہے۔ مگر اول درجہ کی ترقی یافتہ تعلیم یافتہ سرمایہ دار مہذب تجارت میں اول درجہ کے تاجر ملازمتوں میں چوٹی کے عہدوں کے مالک ان کی دُنیاوی ترقی میں داڑھی نے پرکاہ جتنی رکاوٹ نہیں ڈالی۔

ایسے ہی سکھوں کو دیکھئے اور ہر میدان زندگی میں دیکھئے! زراعت میں ہزاروں بیگھوں کے مالک۔ اور ہر طرح کی تجارت میں چوٹی کے تاجر سول ملازمتوں میں کمشنر اور جج فوجی ملازمتوں میں کرنل و جرنل مگر ان کو زندگی کے کسی میدان میں داڑھی نے زک نہیں دی۔ ترقی سے نہیں روکا۔ بلکہ ان کی یہ مذہبی مضبوطی ہی ان کی سماجی و سیاسی حیثیت کو ہندو کی یلغار سے بچائے ہُوئے ہے۔ اور پھر ان کی یہ پختگی بانیٔ مذہب گورو نانک جی کے حکم سے نہیں بلکہ دسویں گورو گوبند جی کے حکم سے ہے۔

جارج پنجم آنجہانی سے کسی نے پوچھا۔ کہ آپ نے داڑھی کیوں رکھی ہے۔ جارج پنجم نے جواب میں کہا۔ مَیں نے داڑھی اُس شخص کے مُنہ پر دیکھی ہے جو مجھے اس دُنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ یعنی۔ میرے والد ایڈورڈ ہفتم۔ پس اسی لئے مَیں نے بھی داڑھی رکھی ہے۔ کیونکہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔

اے کاش! مسلمانوں کو اپنے سب سے بڑے محبوب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا اتنا ہی پاس ہوتا جتنا سکھوں کو اپنے دسویں گورو گوبند سنگھ جی کے حکم کا تھا

واے گر پس امروز بود فردائے

دُوسرا شبہ

بعض جاہل "محققین" کا خیال ہے کہ ترک اور مصری لوگ بھی تو داڑھی مُنڈاتے ہیں۔ جواب میں عرض یہ ہے کہ اول تو ترک اور مصری ہماری شریعت تو ہیں نہیں جو ان کی اتباع ہم پر فرض ہو جائے۔ اور جو کام وہ کرنے لگ جائیں، وُہی شرعی مسئلہ بن جائے۔ کل کو اگر ترک اور مصری لوگ نماز ہی چھوڑ دیں تو کیا نماز ہی موقوف ہو جائے گی یا گزشتہ بیس پچیس برس سے ترکوں نے حج چھوڑے رکھا تو کیا حج موقوف ہو گیا؟

تو پھر ترکی اور مصر میں بھی بیسیوں ایسے علماء و صلحا موجود ہیں جو پوری داڑھی رکھتے اور اس کو واجب سمجھتے ہیں پھر ان کی تقلید کیوں نہیں، گو شرعی مسئلہ کسی قوم کے کرنے سے ثابت اور نہ کرنے سے منسوخ نہیں ہوسکتا۔

اور پھر اُمّت مرحومہ کے چودہ سو سالہ اجماع کے ساتھ قرآن پاک میں خداوند قدوس نے فاتبعونی فرماکر اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ ترکوں اور مصریوں کی اتباع کا حکم نہیں دیا اور پھر جب کہ

(۱) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے حضور علیہ السلام تک تمام انبیاء اور رسولوں نے پوری داڑھی رکھی (علیہم السلام)

(۲) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوری داڑھی رکھی۔

(۳) پوری داڑھی رکھنے کو "خدا کا حکم" اور "اپنا دین" بتایا۔

(۴) داڑھی کٹانے اور مُنڈانے سے سختی سے منع فرمایا!

(۵) داڑھی کٹانے اور منڈانے والے مشرک مجوسیوں اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا حکم فرمایا!

(۶) تمام صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین عظام ہر قسم کے علمائے اُمّت اور صلحائے ملت از آدم تا ایں دم پوری داڑھی رکھتے چلے آرہے ہیں اور اس عظیم تواتر سے کسی نام کے دیندار کا بھی خلاف و تخلف ثابت نہیں ہوسکتا نہ ہی کیا جاسکتا ہے۔

تو پھر اتنی صاف اور واضح تاکیدوں اور تائیدوں کے بعد بھی جو بدقسمت مسلمان جان بوجھ کر حضور علیہ السلام کی مخالفت کرکے

مجوسیوں کی راہ اختیار کرے۔ تو ایسے لوگوں کے بارے میں کتنا صاف اور واضح ارشاد خداوندی ہے۔ غور سے پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا

(ترجمہ) اور جو شخص سیدھی راہ معلوم ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر (کافروں کی راہ) اختیار کرلے۔ تو ہم اُسے پھیریں گے جدھر وہ پھرنا چاہے۔ پھر پہنچائیں گے ہم اسے جہنم اور بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے وہ جہنم۔ النساء

تیسرا شبہ

غذا کھانے والے غازیوں کی طرف سے ایک شبہ یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ میدان جہاد میں غازی مجاہدوں کے لئے داڑھی منڈانا جائز ہے!

جواب میں عرض ہے اوّل تو آنجناب ایسے کونسے جہاد پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ جس کے لئے داڑھی منڈانی سخت ضروری ہوگئی ہے۔ جو خدانخواستہ اگر داڑھی نہ مونڈی گئی تو شکست فاش ہو جائیگی۔ ع۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

مجاہدین اسلام

دوسرے جناب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مجاہدین پر بھی داڑھی رکھنی اسی طرح واجب ہے جیسے عام مسلمانوں پر! بلکہ میدانِ جہاد میں تو مجاہدین کو داڑھی کے ساتھ مونچھوں اور ناخنوں کا بھی بڑھا لینا جائز ہے شامی جلد خامس اور روح البیان بحوالہ احیاء العلوم میں ہے۔

"مجاہد کے لئے دشمن کے ملک میں ناخنوں اور مونچھوں کا بڑھا لینا بہتر ہے۔ حالانکہ عام حالات میں ان کا کاٹنا ضروری ہے۔ اور یہ اس لئے کہ مسلمان مجاہد کی مہیب صورت دیکھ کر دشمن پر ہیبت طاری ہو سکے اور امیرالمومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجاہد صحابہ کرام کو حکم لکھا تھا کہ دشمن کے ملک میں ناخن بڑھالیں کہ یہ بھی ہتھیار ہیں۔"

غور کیا جائے حضرات صحابہ کرامؓ سے بڑا مجاہد کون ہو سکتا ہے۔ اور فاروق اعظم سے بڑا بیدار مغز اور باریک بین مگران جنگ کون!

اگر داڑھی میدانِ جہاد کے مقاصدِ حربی میں مخل ہوتی اور اس کے کاٹنے کی اجازت ہوتی تو وہ ضرور اس پر عمل کرتے ۔ ذرا لیس فلیس تاریخ کی ساری کتابیں چھان ڈالئے۔ کہیں اشارتاً بھی تو ثابت نہیں ہو سکے گا کہ کسی جنگ میں کسی صحابی کو جنگی ضرورت کے لئے داڑھی منڈانی پڑی ہو۔ اور پھر

حضرات صحابہ کرامؓ کی مٹھی بھر کمزور و ناتواں فوج سے لاکھوں دیو پیکر داڑھی منڈے ایرانی سورما شکست فاش کھا کر بدحواس ہو کر "دیواں آمدند" "دیواں آمدند" (دیو آگئے دیو آگئے) کہتے ہوئے بھاگ نکلے اور صدیوں پُرانی عظیم الشان ایرانی سلطنت کی عزّت، عظمت اور سطوت و جبروت خاک میں مل گئی۔

"یزدجرد" شہنشاہ ایران بھاگ کر چین جانکلا۔ اور خاقانِ چین سے فوجی امداد طلب کی تو خاقانِ چین نے صحابہ کرامؓ کی دینی پختگی کے حالات سُننے کے بعد کہا کہ۔

"میں تم کو اتنی بڑی فوج دے سکتا ہوں جس کا ایک سرا چین دوسرا ایران میں ہو لیکن اس قوم کو فتح کرنا محال ہے یہ قوم تو اگر پہاڑ سے بھی ٹکرا جائے تو اسے بھی پاش پاش کر کے رکھ دے۔"

حضرات ناظرین غور فرمائیں کہ اگر داڑھی مُنڈانا جنگ کے لئے مفید ہوتا تو ایرانی ضرور ہی جیت جاتے۔ کیونکہ وہ سو فیصدی داڑھی منڈے تھے۔ اور ان کے مدّمقابل عرب کے بدّو کسی مافوق العادت طاقت کے بھی مالک نہ تھے۔ ان کے قد و قامت بھی کچھ زیادہ طویل و عریض نہ تھے۔ نہ ہی اُن کی طاقت بدلی باقی دُنیا سے نرالی پیدا کی گئی تھی۔ نہ ہی اُن کے پاس قیصر و کسریٰ کی متمدن داڑھی منڈی فوجوں کے مقابلے میں کچھ بہتر یا وافر سامان جنگ تھا نہ ہی ان کی تعداد زیادہ تھی۔ تو پھر آخر کیا تھا جس کی وجہ سے اُنھوں نے دُنیائے کفر کو گیند کی طرح آگے دھر لیا۔ اور بحر ظلمات کے ساحل پہ جا کر دم لیا۔ کہ آگے زمین ختم ہوگئی تھی ؎

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

تو یہ سب برکت تھی اتباع سُنّت اور عشق نبویؐ کی۔ جس کی وجہ سے ان مٹھی بھر مجاہدوں نے قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی۔ کسی شاعر نے کسی جنگ کے متعلق کیا خوب لکھا ہے ؎

تھے اُن کے پاس دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
بدلنے آئے تھے یہ لوگ دُنیا بھر کی تقدیریں
نہ تیغ و تیر پہ تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ تھا خدا پر اور کالی کملی والے پر

(باقی آئندہ)

حج کی فرضیت

(گذشتہ سے پیوستہ ۔ نمبر ۶)

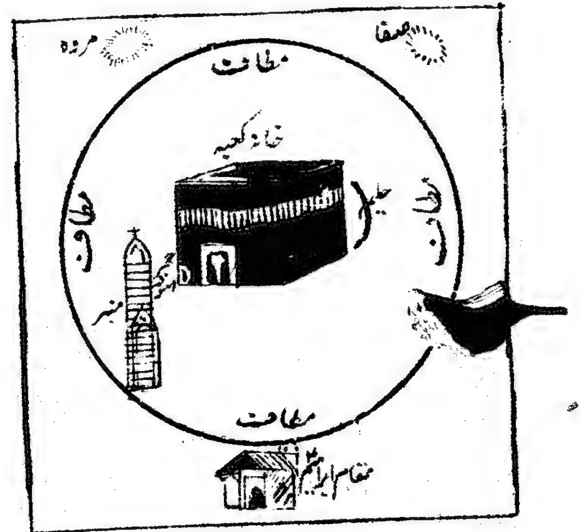
(از جناب عبدالحمید خان آف میسرز فیروز سنز لاہور)

۷ ۔ ذی الحجہ

اس روز ظہر کی نماز کے بعد مسجد الحرام میں امام منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتا ہے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد مختصراً حج کی فضیلت اور مناسک حج بیان کئے جاتے ہیں۔ اس دن اکثر لوگ احرام باندھ کر آتے ہیں۔

نوٹ ۔ دورانِ حج میں تین خطبے ہوتے ہیں:-

پہلا ۷ ۔ ذی الحجہ کو مسجد الحرام میں نماز ظہر کے بعد۔ دوسرا ۹ ۔ ذی الحجہ کو میدان عرفات کی مسجد نمرہ میں بین الصلوٰتین سے قبل۔ تیسرا ۱۱ ۔ ذی الحجہ کو منیٰ کی مسجد خیف میں نماز ظہر کے بعد ہوتا ہے ۔۔ ان خطبوں میں تمام مناسک حج بیان کئے جاتے ہیں اور یہ خطبے ایک ایک دن کے وقفے سے پڑھے جاتے ہیں۔



۸ ۔ ذی الحجہ

حج کے واسطے احرام باندھیں اور صبح کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ کر آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔

حج کا احرام مسجد حرام میں جا کر باندھے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد حرام میں ہی جا کر باندھے ۔ حدودِ حرم کے اندر کسی جگہ بھی باندھ سکتا ہے۔

آج یا آج کے دن سے پہلے متمتع (غیر سائق الہدی) کو حج کا احرام باندھنا چاہیئے۔

قارن کا پہلا ہی احرام قائم ہے۔ عمرہ کے کرنے کے بعد سر نہ منڈوائے بلکہ اسی احرام سے حج کے احکام شروع کرے۔ مکّہ سے منیٰ کو جاتے وقت لبّیک کہے اور لا الٰہ الاّ اللہ اور جو دُعا چاہے پڑھے اور راستہ میں تلبیہ و اذکار و ادعیہ اور استغفار پڑھتا رہے۔ اور رسول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم پر درود بھیجتا رہے۔ منیٰ پہنچ کر مسجد خیف کے نزدیک اُترنا بہتر ہے۔ منیٰ میں اتنا قیام رہتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء، صبح۔ چنانچہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھی ہیں اور اس کے بعد عرفات تشریف لے گئے۔ عرفہ کی شب کو اگر کوئی شخص منیٰ میں یہ دعا ہزار بار پڑھے۔ تو خدا تعالیٰ سے جو مانگے سو پائے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَآئُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْھَوَآءِ رُوْحُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءَ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا اِلَّآ اِلَیْہِ (ترجمہ) پاک ہے وہ ذات کہ جس کا عرش آسمان میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کی سیرگاہ زمین میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کی شانِ قہاری کا ظہور آتشِ دوزخ میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کی رحمت جنّت میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کا حکم آخری قبر میں ظاہر ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کی رُوح ہوا میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس نے آسمان کو بلند کیا۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس نے زمین کو نیچے رکھا۔ پاک ہے وہ ذات کہ اس کے سوا کوئی جائے پناہ اور جائے نجات نہیں ہے۔

منیٰ میں رات رہنا سنّت ہے اور چاہیئے کہ رات کو لبیک کہتا استغفار اور دعائیں پڑھتا رہے۔

۹ ۔ ذی الحجہ
عرفات

بعد نمازِ فجر منیٰ سے عرفات جانا اولیٰ ہے۔ کیونکہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم بعد نمازِ فجر تشریف لے گئے تھے۔ راستہ میں تلبیہ، استغفار اور درود شریف کے علاوہ یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا خَیْرَ غَدْوَۃٍ غَدَوْتُھَا قَطُّ وَ اَقْرِبْھَا مِنْ رِضْوَانِکَ ۔ وَ اَبْعِدْھَا مِنْ سَخَطِکَ ۔ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَ وَجْھَکَ اَرَدْتُّ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّ حَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ ۔ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ ۔ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَ اقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ ۔ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ (ترجمہ ۔ اے اللہ! میری تمام صبحوں سے اس صبح کو بہترین صبح کر دے۔ اور ان میں سے اپنی رضا مندی سے زیادہ قریب اور ان میں سے اپنے غصّے سے زیادہ دور کر دے۔ اے اللہ! میں تیری طرف متوجّہ ہوا۔ اور تجھ پر ہی بھروسہ رکھتا ہوں اور تیری ذات کو چاہتا ہوں۔ پس میرے گناہوں کو بخش دے اور حج کو قبول کر اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے محروم نہ کر اور میرے سفر میں برکت ڈال اور عرفات پر میری حاجت پوری کر۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔)

راستہ میں نہ ٹھہرے کہ پیچھے آنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

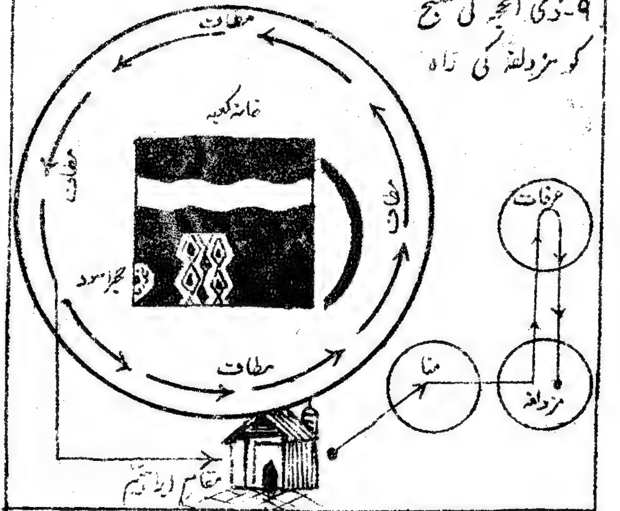
عرفات کے قریب پہنچے اور جبل رحمت پر نگاہ پڑے تو تکبیر و تہلیل اور تسبیح و تحمید اور صلوٰۃ و استغفار کے بعد یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَآئُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْھَوَآءِ رُوْحُہٗ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءَ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا اِلَّآ اِلَیْہِ ۔ (ترجمہ ۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کا عرش آسمان میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کی سیرگاہ زمین میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی شانِ قہاری کا ظہور آتشِ دوزخ میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کی رحمت جنّت میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس کا حکم قبر میں ہے۔ پاک ہے وہ

ذات کہ جس کی روح ہوا میں ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس نے آسمان کو بلند کیا۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس نے زمین کو رکھا۔ پاک ہے وہ ذات کہ اس کے سوا کوئی جائے پناہ اور جائے نجات نہیں۔

نقشہ ترتیب ادائیگی حج

حاجی ۸۔ ذی الحجہ کو صبح باب السّلام سے مسجد حرام میں داخل ہوتے اور طواف قدوم کرکے صبح ہی صبح منا میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس دن اور رات کو وہیں قیام رہتا ہے۔ ۹۔ ذی الحجہ کی صبح کو مزدلفہ کی راہ



سے عرفات پہنچ کر شام تک وہاں رہتے ہیں۔ پھر شب کو یہاں سے روانہ ہو کر مزدلفہ واپس آجاتے ہیں۔

عرفات میں جہاں جی چاہے اُترے۔ لیکن پہاڑ کے قریب مسجد نمرہ کے پاس اترنا افضل ہے۔ امام کو چاہیئے کہ عرفات پر اور لوگوں کے ساتھ ٹھہرے۔ علیحدہ نہ ٹھہرے۔ زوال سے پہلے وقوف کی تیاری کی غرض سے غسل کرے کہ سنّت ہے۔ ورنہ وضو ہی کرلے۔ وہ بھی جائز ہے۔ مسجد نمرہ میں جس کو مسجد ابراہیم کہتے ہیں۔ زوال کے وقت جا بیٹھے کہ امام خطبہ پڑھے تو سُنے۔ جب سورج کو زوال ہو تو امام منبر پر آئے اور بیٹھ جائے اور اس وقت مؤذّن اذان دے۔ جیساکہ جمعہ میں ہوتا ہے۔ اذان کے بعد امام کو چاہیئے کہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے اس طرح پر کہ بیچ میں ذرا بیٹھ جائے۔ کہ اس کے دو حصّہ ہوجائیں جیساکہ جمعہ کے خطبہ میں ہوتا ہے۔ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسی طرح کیا ہے۔ جب امام خطبہ سے فارغ ہو تو مؤذّن اقامت کہے اور ظہر اور عصر کی نماز ملا کر ظہر کے وقت میں پڑھائے۔ اس طرح کہ ظہر کے چار فرض کے بعد مؤذّن دوسری اقامت کہے اور عصر کی نماز پڑھی جائے کہ دونوں نمازوں کو جمع کرنا سنّت ہے۔

وقوف عرفات کا وقت عرفہ کے دن زوالِ آفتاب کے وقت سے عید کے روز صبح ہونے سے پہلے تک ہے۔ اگر کوئی اس وقت میں ایک لمحہ بھی وقوف کرے۔ اس کا حج صحیح ہے

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔ اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ وَقَفَ سَاعَةً مِّنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ تَمَّ حَجُّهُ (ترجمہ) جو کوئی رات یا دن میں ذرا بھی عرفات میں ٹھہرا۔ اس کا حج پُورا ہوا۔

وقوفِ عرفات

جبلِ رحمت کے پاس بڑے بڑے سیاہ پتھروں کے قریب وقوف کرنا بہتر ہے کہ وہ موقف سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے اور اس کو موقفِ اعظم کہتے ہیں۔

وقوف کے بعد بیٹھنا اور لیٹنا بھی درست ہے اور موقف میں جس جگہ جی چاہے کھڑا ہو کر یا بیٹھے یا لیٹے۔ لیکن تلبیہ پڑھتا رہے۔

وقوف کے وقت خضوع وخشوع کے ساتھ توبہ اور استغفار کرے۔ اپنے واسطے اپنے والدین اور کل مسلمانوں کے لئے استغفار پڑھے اور فتح و نصرت طلب کرے اور ہوسکے تو وہی دعا[1] پڑھے جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم عرفات میں پڑھتے تھے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم اس موقعہ پر نہایت عاجزی اور فروتنی سے دُعا مانگتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک مسکین خدائے عزّ وجلّ سے نہایت عاجزی سے رزق طلب کرتا ہے۔ لہذا نہایت عاجزی اور فروتنی سے دُعا مانگو۔ سعادت کی نشانی یہی ہے کہ آنکھوں میں آنسو لاؤ۔ ظاہر و باطن کی پاکیزگی کو نگاہ رکھو۔ احباب واقربا کے واسطے دعا مانگو۔ راقم مضمون اور اس کے والدین برادران، ہمشیرگان اور جملہ متعلّقین کو بھی اس موقع پر دُعائے خیر سے یاد کرو۔ اس ہنگامہ کو دیکھ کر میدانِ حشر کا خیال دل میں لاؤ۔ اس تھوڑے سے وقوف کے وقت میں اپنے تئیں اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کیا ہوا خیال کرو۔

۹۔ ذی الحجہ۔ مُزدلفہ

وقوف عرفات غروب آفتاب کے فوراً بعد ختم ہو جاتا ہے۔ اس وقت امام سے پہلے میدان وقوف سے نہیں نکلنا چاہیئے بلکہ امام کے پیچھے پیچھے مزدلفہ چلا آئے۔ اور جاتے ہوئے راستہ بھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھتا ہوا چلے۔ بار بار لبیک کہے اور استغفار کے علاوہ یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ وَاِلَيْكَ رَغِبْتُ وَمِنْكَ رَهِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُكِيْ وَاَعْظِمْ اَجْرِيْ وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِيْ وَاسْتَجِبْ دُعَائِيْ وَاَعْطِنِيْ سُؤَالِيْ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

(ترجمہ۔ اے اللہ! تیری طرف حاضر ہوا ہوں اور عذاب تیرے سے خوف زدہ ہوں اور تیری طرف رجوع ہوتا ہوں اور تجھ سے ڈرتا ہوں۔ پس قبول کر اے اللہ میرے حج کو اور اس کے بعد ثواب عظیم عنایت فرما اور میری توبہ قبول کر اور رحم کر تو میری زاری پر اور قبول کر میری دعا کو اور پُورا کر تو سوال میرا اے ارحم الرّاحمین)

جب وادی محسّر میں سے گزرے تو یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔ (ترجمہ۔ اے اللہ نہ مار تو ہم کو اپنے غضب سے اور نہ ہلاک کر ہم کو تو اپنے عذاب سے اور معاف کر تو پہلے اس سے)

مزدلفہ کے قریب پہنچے تو پیدل ہوجائے اور اگر ممکن ہو تو مزدلفہ میں داخل ہونے کے واسطے غسل کرلے۔ ورنہ وضو ہی کرلے اور یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ جَمْعٌ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنِيْ جَوَامِعَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ فَاِنَّهٗ لَا يُعْطِيْهَا غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ زَمْزَمَ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَالْمُعْجِزَاتِ اَسْئَلُكَ اَنْ تُبَلِّغَ رُوْحَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ وَاَنْ تُصْلِحَ لِيْ ذُرِّيَّتِيْ وَدِيْنِيْ وَتَشْرَحَ لِيْ صَدْرِيْ وَتُطَهِّرَ قَلْبِيْ وَتَرْزُقَنِيَ الْخَيْرَ الَّذِيْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَجْمَعَهٗ فِيْ قَلْبِيْ وَاَنْ تَقِيَنِيْ جَوَامِعَ الشَّرِّ فَاِنَّكَ وَلِيُّ ذٰلِكَ وَالْقَادِرُ عَلَيْهِ (ترجمہ۔ اے اللہ یہ ایک جماعت ہے۔ لہذا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے تمام بھلائیوں کا مجموعہ عطا کر اس لئے کہ بھلائیاں تیرے سوا اور کوئی نہیں عطا کر سکتا۔ اے مشعر الحرام اور زمزم اور مقام ابراہیمؑ اور کعبہ شریف اور بڑے بڑے معجزوں کے مالک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے سردار حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روح کو بہترین درود اور سلام پہنچادے اور میری اولاد اور دین کی اصلاح فرما دے۔ اور میرے سینہ کو کھول دے اور میرے دل کو پاک کر دے اور عطا کر مجھے وہ نیکی جس کی

[1] یہ دعا کتاب الحج میں مع دیگر دعاؤں کے موجود ہے۔

میں تیری جناب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ میرے دل میں جمع کر دے اور مجھے تمام برائیوں سے بچا۔ کیونکہ تو ان باتوں کا کارساز اور ان پر قادر ہے)

مزدلفہ میں جبل قزح کے پاس اترنا افضل ہے۔ راستہ پر نہ اترے۔ ویسے کل مزدلفہ موقف ہے۔ جہاں چاہے قیام کرے۔

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز جمع کرکے پڑھنی لازمی ہے۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان نفل نہ پڑھے جائیں نہ کسی اور طرح کا فاصلہ دینا چاہیئے۔ ورنہ دونوں نمازوں کے جمع میں فرق پڑ جائے گا۔

مزدلفہ میں تمام رات جاگتا رہے۔ نماز۔ تلاوت قرآن اور دعا میں مصروف رہے کہ یہ شب لیلۃ القدر سے افضل ہے۔ اس موقع پر یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ فِیْ ھٰذَا الْمَکَانِ جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ وَاَنْ تَصْرِفَ عَنِّیْ السُّوْءَ کُلَّہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ غَیْرُکَ وَلَا یَجُوْدُ بِہٖٓ اِلَّا اَنْتَ (ترجمہ۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس امر کا سوال کرتا ہوں کہ عطا کر مجھے اس (مقدس) جگہ میں مجموعہ تمام نیکیوں کا اور دور کر دے مجھ سے تمام برائیاں بیں بے شک یہ کام تیرے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا اور نہ ہی تیرے سوا کوئی بخشش کر سکتا ہے)

مزدلفہ میں عید کی شب کو صبح تک رہنا سُنّت ہے۔ صبح صادق طلوع ہوتے ہی مزدلفہ میں نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑھے۔ امام کو چاہیے [illegible] بعد نماز فجر لوگوں کے ساتھ وقوف کرے اور یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْبَیْتِ الْحَرَامِ وَالشَّھْرِ الْحَرَامِ وَالرُّکْنِ وَالْمَقَامِ بَلِّغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِّنَّا التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

(ترجمہ۔ اے اللہ! مشعر الحرام کے طفیل اور خانہ کعبہ شریف اور حرمت والے مہینوں اور رکن (حجر اسود) اور مقام (حضرت ابراہیمؑ) کے طفیل، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو ہماری طرف سے درود اور سلام پہنچا دے اور ہمیں سلامتی والے گھر یعنی جنّت میں داخل کر دے اے عظمت اور بزرگیوں کے مالک)

مزدلفہ سے روانگی کے وقت سورج نکلنے سے پہلے ستر کنکریاں موٹے چنے کے برابر دھو کر جمروں پر مارنے کے لئے ساتھ لے کر روانہ ہو جانا چاہیئے۔

۱۰۔ ذی الحجہ

مزدلفہ سے منیٰ

جب عید کے روز صبح منیٰ پہنچے تو یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنًی قَدْ اَتَیْتُھَا وَاَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَمُنَّ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰٓی اَوْلِیَآئِکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْحِرْمَانِ وَالْمُصِیْبَۃِ فِیْ دِیْنِیْ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَبْلَغَنِیْ سَالِمًا مُّعَافِیًا (ترجمہ اے اللہ یہ مقام منیٰ ہے جس میں میں حاضر ہوا ہوں میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں۔ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھ پر ایسا احسان کر جیسا کہ تو نے اپنے ولیوں پر کیا۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری دین کی محرومی اور مصیبت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے شکر ہے اس خدا کا کہ جس نے مجھے یہاں تک خیر و عافیت سے پہنچایا)

رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مناسک حج میں آج پہلے رمی (جمرہ عقبیٰ (جمرہ عقبیٰ پر کنکر مارنے) اس کے بعد قربانی کرنی اور پھر سر منڈوانا یا بال کترواتے چاہئیں۔

جمرہ عقبیٰ کی رمی کرنے کے واسطے جمرہ کی طرف زوال سے پہلے آئے اور بطن وادی میں کھڑا ہو کہ وہ ایک نشیب جگہ ہے اور وہاں سے اُوپر کی طرف ایک ایک کرکے سات کنکریاں جمرے پر مارے اور ہر کنکری دائیں ہاتھ میں انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے پکڑ کر پھینکتے ہوئے اس طرح تکبیر کہے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطَانِ۔

(ترجمہ۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔ اللہ سب سے بڑا ہے تاکہ شیطان ذلیل ہو)

جو کنکر پھینکا جائے وہ پھینکنے والے سے کم از کم پانچ گز پر جانا چاہیئے۔ اگر کنکری جمرے کے قریب گرے اور جمرے پر نہ لگے تو کافی ہے اگر دور گرے تو جائز نہیں۔ رمی کے لئے کوئی کنکر جمرہ کے پاس سے نہ لینا چاہیئے۔ رمی کے بعد جمرہ عقبیٰ کے پاس نہ ٹھہرے کہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہاں قیام نہیں فرمایا تھا۔ رمی جمرہ عقبیٰ کا وقت عید کے روز صبح صادق سے دوسری صبح تک ہے۔

قربانی

رمی کے بعد ایک بھیڑ، بکری، گائے یا اُونٹ کی قربانی کرے بھیڑ اور بکری میں شرکت نہیں ہوتی۔ البتہ گائے، بیل اور اُونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور جب تک قربانی نہ کرے سر نہ منڈائے۔ اگر قربانی میسر نہ ہو تو اس کے بدلے دس روزے رکھے۔ تین ایّام حج میں اور سات حج سے واپسی پر۔

حج کی قربانی عیدالضحےٰ سے پہلے کرنا درست ہے لیکن عیدالضحیٰ کے روز ذبح کرنا افضل ہے

قربانی کے بعد سر منڈائے یا بال کتروائے۔ لیکن سر منڈوانا بال کتروانے سے بہتر ہے۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ۔ (اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو بخش دے) سر منڈانے میں بائیں جانب سے پہلے منڈوانا مسنون ہے۔ بال کتروائے تو ایک انگل پور کے برابر کتروائے۔

عورت کو صرف انگلی کی ایک پور کے برابر بال کتروانے چاہئیں۔ سر منڈانا اس کے لئے جائز نہیں۔

سر منڈانے یا بال کتروانے کے بغیر احرام سے باہر نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی عذر سے بال نہیں منڈوا سکتا تو کتروائے۔ اگر کتروا نہیں سکتا تو منڈوائے۔

(باقی آئندہ)

کلیمی

(از جناب محمد مقبول عالم صاحب بی۔ اے (لاہور))

اگر کوئی شعیبؑ آئے میسّر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے
(اقبالؔ)

ایک اجنبی نوجوان صحرا کی وسعتوں کو عبور کرتا، گرم ریت پر چلتا، بادِ سموم کے تھپیڑے کھاتا اور گرد پھانکتا مدین کی بستی میں داخل ہوا۔ بھوک اور پیاس لگی ہوئی ہے۔ ایک کنوئیں پر پہنچتا ہے اور دیکھتا ہے کہ گاؤں والوں کا جمگھٹا لگا ہوا ہے۔ اونٹ، بھیڑ اور بکریاں جمع ہیں۔ اور انہیں پانی پلایا جا رہا ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ سب سے پہلے وہ اپنے جانوروں کو پانی پلائے۔ زور والے آگے بڑھتے ہیں اور باری کا کوئی خیال نہیں کرتے۔ کبھی کبھی آپس میں لڑ جھگڑ بھی پڑتے ہیں۔

نو وارد یہ تماشا دیکھتا رہا۔ اپنی پیاس کا کوئی خیال نہیں۔ اچانک اس کی نظر دو نوجوان لڑکیوں پر پڑتی ہے۔ جو دُور کھڑی ہیں اور اپنی بکریوں کو ادھر اُدھر جانے سے روک رہی ہیں۔ سب لوگ اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر لوٹ رہے ہیں۔ مگر ان بے بس اور بیکس لڑکیوں کا کسی کو خیال نہیں آتا آخر اس نوجوان سے نہ رہا گیا۔ اور ان لڑکیوں سے یوں مخاطب ہوا:

نوجوان - کیا بات ہے تم دُور کیوں کھڑی ہو؟

لڑکیاں - بکریوں کو پانی پلانا ہے۔ لیکن جب تک یہ سب لوگ اپنے اپنے جانوروں کو پانی نہ پلالیں، ہماری باری نہیں آسکتی۔ باپ ہمارا بوڑھا ہے وہ خود نہیں آسکتا۔ اس لئے ہمیں ہی آنا پڑتا ہے۔

نوجوان کو رحم آگیا۔ آگے بڑھا کنوئیں سے پانی نکالا اور ساری بکریوں کو پانی پلا دیا۔ پھر خود پانی پیا۔ اور چپ چاپ قریب ہی ایک درخت کے سائے تلے جا بیٹھا۔ بھوک لگی ہوئی تھی۔ بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوا۔ اور یوں دُعا کرنے لگا۔

"اے اللہ! میرے پروردگار! میں محتاج ہوں، تیرے در کا بھکاری ہوں، تیری رحمت کا امیدوار ہوں، تو میرے دامن کو دولتِ مراد سے بھر دے۔"

نوجوان یہ دُعا مانگ ہی رہا تھا۔ کہ انہی لڑکیوں میں سے ایک اس کی طرف آتی دکھائی دی۔ وہ خاموش ہو گیا۔ لڑکی نیچی نگاہیں کئے، شرم و حیا کی تصویر بنے قریب آئی اور یوں گویا ہوئی:

"اے نوجوان! میرے باپ نے تجھے بُلا بھیجا ہے۔ تاکہ پانی پلانے کی اُجرت دے۔"

نوجوان اُٹھا اور اس لڑکی کے ساتھ ہو لیا۔ (۲۸: ۲۳-۲۵)

(نوجوان حضرت موسےٰ ہیں اور لڑکیاں حضرت شعیبؑ کی بیٹیاں)

(۲)

موسےٰ علیہ السلام جب شعیبؑ کو سارا واقعہ سُنا چکے اور مصر سے بھاگنے کا حال بیان کر چکے۔ تو شعیب علیہ السلام نے کہا:

"ڈرو نہیں، بلکہ شکر کرو کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے ایک ظالم قوم سے نجات دے دی ہے۔"

شعیب علیہ السلام کی بیٹی اپنے باپ سے کہتی ہے:

"ابّا جان! آپ اسے اپنے پاس ملازم رکھ لیں۔ بڑا زور آور اور امانتدار ہے۔ اور ایسا ملازم ہی بہتر ہوتا ہے۔"

(انہوں نے زور دیکھا تھا ڈول نکالنے سے اور امانتدار دیکھا تھا بے طمع ہونے سے۔)

شعیب علیہ السلام (موسےٰ سے): موسیٰ! میں چاہتا ہوں۔ کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا تجھ سے نکاح کر دوں اس شرط پر کہ تو آٹھ برس تک میری نوکری کرے۔ پھر اگر تو دس برس پورے کر دے۔ تو تیری طرف سے احسان ہوگا۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے تکلیف میں ڈالوں۔ انشاء اللہ تو مجھے راستباز پائیگا۔

موسیٰ علیہ السلام - بہت اچھا - میرے اور آپ کے درمیان یہ عہد ہو چکا لیکن ان میں سے جو مُدّت چاہوں پوری کر دوں، مجھ پر زیادتی نہ کی جائے۔ اور اللہ ہمارے قول پر گواہ ہے۔

(۲۸: ۲۵-۲۸)

(۳)

مُدّت پوری ہو چکی اور موسیٰ علیہ السلام کا نکاح بھی ہو گیا۔ تو وہ اپنی اہلیہ کو لے کر مصر کی طرف چل پڑے۔ جاڑے کے دن تھے۔ سردی پڑ رہی تھی۔ کوہ طور کے دامن میں ٹھہر گئے۔ پہاڑ پر آگ جلتی نظر آئی۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ سے کہا:

"یہاں ٹھہریں۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا آگ کا انگارا لے آؤں۔ تاکہ تم تاپو۔ یا وہاں کوئی ہدایت کا سامان مل جائے۔"

جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے قریب آئے۔ تو وادی کی دائیں جانب، برکت والی جگہ میں ایک درخت سے آواز آئی: "اے موسیٰ! میں اللہ، جہانوں کا رب، غالب حکمت والا ہوں، یہ مقدس وادی طویٰ ہے، اور اس کے گرد برکت کا نزول ہو رہا ہے۔ اور اللہ پاک ہے اپنی جوتیاں اُتار دے۔ اور میں نے تجھے اپنا نبی پسند کر لیا ہے۔ اب جو کچھ وحی کی جاتی ہے۔ اُسے اچھی طرح سُنیں:

بے شک میں ہی اللہ ہوں
میرے سوا کوئی معبود نہیں
پس میری ہی بندگی کرو
اور میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔
بے شک قیامت آنے والی ہے
میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں
تاکہ ہر شخص کو اُس کے عمل کا بدلہ مل جائے۔
سو تمہیں قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھے
جو اس پر ایمان نہیں رکھتا
اور اپنی خواہشوں پر چلتا ہے۔
ورنہ تم تباہ ہو جاؤ گے۔

پھر اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا:

"اے موسیٰ! تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟"

موسیٰ علیہ السلام: یہ میری لاٹھی ہے۔ میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں۔ اور اس سے اپنی بکریوں پر پتّے جھاڑتا ہوں۔

اور اس میں میرے اور بھی کئی فائدے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کہا: اسے زمین پر ڈال دے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اُسے زمین پر ڈال دیا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک سانپ ہے۔ جو دوڑ رہا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اُسے چلتے ہوئے دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا:

"اے موسیٰ! ڈر نہیں! کیونکہ میرے حضور رسول ڈرا نہیں کرتے۔ تجھے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ ڈرنا اُسے چاہئے۔ جو ظالم ہو۔ مگر جس نے برائی کے بعد اُسے نیکی سے بدل دیا۔ تو میں بخشنے والا مہربان ہوں۔

اور اس لاٹھی کو پکڑ لے اور نہ ڈر۔ ہم ابھی اسے پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔ یہ پہلی نشانی ہے۔

اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال پھر اُسے نکال تو وہ سفید بے عیب ہو کر نکلے گا۔ یہ دوسری نشانی ہے۔

یہ دونوں اُن نو نشانوں میں سے ہیں جو فرعون اس کے سرداروں اور اس کی قوم کو دکھانے کے لئے تجھے دیئے جاتے ہیں۔ وہ بدکار ہو چکے ہیں ہم تجھے اپنی بڑی نشانیاں دکھانا چاہتے ہیں۔ اب فرعون کے پاس جاؤ۔ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ اور اسے کہو۔ کیا تیری خواہش ہے۔ کہ تو پاک ہو اور میں تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں کہ تو ڈرے۔

اس پر موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

"اے میرے رب! میں نے اُن کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ میں ڈرتا ہوں۔ کہ وہ مجھے اس کے بدلے میں قتل نہ کر دیں۔"

اور موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی:

"اے میرے رب میرا سینہ کھول دے۔ اور میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ تاکہ وہ میری بات سمجھ لیں۔

اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے اسے میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج اور اسے میرا بوجھ ہلکا کرنے والا بنا اور اس سے میری کمر مضبوط کر دے اور اسے میرے کام میں شریک کر دے۔ تاکہ وہ میری تصدیق کرے۔ کیونکہ ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ میری درخواست منظور کی جائے تاکہ ہم تیری ذات کا بہت بیان کریں اور تجھے بہت یاد کریں۔ بے شک تو ہمیں خوب دیکھتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے موسیٰ! تیری درخواست منظور ہے۔ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے مضبوط کر دیں گے۔ اور تمہیں غلبہ دیں گے۔ پھر وہ تم تک پہنچ نہیں سکیں گے کہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائیں۔ ہماری نشانیوں کے سبب سے تم اور تمہارے تابعدار ہی غالب رہیں گے۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ اور ہارونؑ سے کہا:

"تم دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ۔ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ سو اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔

اور میری یاد میں کوتاہی نہ کرنا۔ فرعون کے پاس جاؤ۔

اس پر موسیٰؑ اور ہارونؑ نے عرض کیا:

"اے ہمارے رب ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا زیادہ سرکشی کرے۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ڈرو مت۔ میں تمہارے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہوں۔ سو تم دونوں اس کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ بے شک ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لے کر آئے ہیں کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔ اور انہیں تکلیف نہ دے۔ ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں۔ اور سلامتی اُس کے لئے ہے جو سیدھی راہ پر چلے۔ بے شک ہمیں وحی سے بتایا گیا ہے کہ عذاب اُسی پر ہوگا جو جھٹلائے اور منہ پھیرے۔"

۲۰: ۹ - ۳۶، ۴۲ - ۴۸

۲۷: ۷ - ۱۲

۲۸: ۲۹ - ۱۶

۷۹: ۱۵ - ۱۹

(۴)

اس طرح موسیٰ علیہ السلام "کلیمی" کے مقام پر سرفراز کئے گئے۔ پہلے اُن سے حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے کا کام لیا گیا۔ تاکہ اُن کے اندر شفقت اور بردباری کا مادہ پیدا ہو۔ بکریوں میں ایک خاص صفت ہوتی ہے۔ کہ وہ چرتے چرتے الگ الگ ہو جاتی ہیں۔ انہیں جمع کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مارا جا نہیں سکتا۔ کیونکہ کمزور ہوتی ہیں۔ اس لئے رحم اور حلم سے کام لینا پڑتا ہے۔ انسانوں کا بھی یہی حال ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے خیال کے پیچھے دوڑتا ہے۔ انہیں ایک فکر پر جمع کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اسی لئے مبعوث کرتا رہا ہے کہ وہ انسانوں کو ایک خدا کی بندگی اور اس کی اطاعت پر جمع کریں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شعیب علیہ السلام کی "شبانی" کے بعد "کلیمی" کے منصب عالی پر فائز کیا گیا۔ اور پوری ہدایت دے کر اور خوب سمجھا کر فرعون کی طرف بھیجا گیا۔

بقیہ بچوں کا صفحہ

اپنی ماں کا قاتل کہیں گے۔ میں نے اُس سے کہا کہ ایسا نہ کریں۔ اپنا دین تو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے ایک دن بالکل نہ کھایا نہ پیا۔ دوسرا دن بھی اسی حال میں گزر گیا۔ تو میں نے اس سے کہا کہ اگر تمہاری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ختم ہو جائیں تب بھی دین تو نہیں چھوڑ سکتا۔ جب اُس نے یہ پختگی دیکھی تو کھانا پینا شروع کیا۔

ہونہار بچو! دیکھا تم نے ان صحابی کی پختگی۔ تم بھی اپنے اندر اسی قسم کا جذبہ اور ذوق و شوق پیدا کرو۔ خدا ہم سب کو اپنے دین اسلام پر قائم رہ کر اپنے والدین اور عزیز و اقارب کے ساتھ حسن و سلوک کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین (باقی پھر)

بچوں کا صفحہ

صلہ رحمی کی عادت ڈالو

(از جناب کمال الدین صاحب مدرس (لاہور کارپوریشن)

قسط نمبر ۲

عزیز بچو! اللہ تعالےٰ سورہ احقاف کے دوسرے رکوع میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ (خاص طور سے ماں کے ساتھ تو اور بھی زیادہ کیونکہ) اس کی ماں نے بڑی مصیبت کے ساتھ اس کو پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت سے اس کو جنا۔ اور اس کو پیٹ میں رکھنے۔ جننے اور دودھ چھڑانے تک کتنی طویل مشقت ہے۔ جب وہ بچہ جوان ہوتا ہے تو (جو سعید ہوتا ہے) کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھے اس پر ہمیشگی دیجئے کہ میں ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں۔ جو آپ نے مجھ کو اور میرے والدین کو عطا فرمائیں اور (اس کی توفیق دیجئے کہ) میں ایسے نیک کام کیا کروں جن سے آپ راضی ہو جائیں اور میری اولاد میں بھی میرے (نفع کے) لئے صلاحیت پیدا فرما دیں میں (اپنے سارے گناہوں سے) توبہ کرتا ہوں اور میں آپ کے فرمانبرداروں میں سے ہوں (آگے حق تعالےٰ شانہٗ ان لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ) یہی لوگ ہیں جن کے نیک کاموں کو ہم قبول کرلیں گے۔ اور اُن کی بُرائیوں سے درگزر کریں گے۔ اس طرح پر کہ یہ جنّت والوں میں سے ہوں گے۔ یہ اس وعدے کی وجہ سے ہے۔ جس کا ان سے دُنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا (کہ نیک کام کا صلہ جنّت ہے)

پیارے بچو! حق تعالےٰ نے اہلِ قرابت اور والدین کے بارے میں بار بار تاکید فرمائی ہے۔ اور یہاں تو خاص طور سے والدین کے بارے میں احسان کی خصوصی تاکید فرمائی کہ ہم نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے۔ یہ مضمون اسی عنوان سے کہ ہم نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے تین جگہ کلام پاک میں وارد ہے۔ پہلی جگہ سورہ عنکبوت ع ۱ میں۔ پھر سورہ لقمان ع ۲ میں۔ تیسری مرتبہ یہاں۔ جس سے بہت زیادہ تاکید معلوم ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ شروع شروع میں حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت حضورؐ کے ساتھ شام کے سفر میں ہوئی تھی۔ جبکہ ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی اور حضورؐ کی ۲۰ سال کی۔ اس سفر میں راستہ میں ایک بیری کے درخت کے پاس ان دونوں حضرات کا قیام ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ تو ایک راہب سے ملنے تشریف لے گئے۔ اور حضورؐ درخت کے سائے میں تشریف فرما رہے۔ اس راہب نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ یہ شخص جو درخت کے نیچے ہے کون ہے؟ آپ نے فرمایا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ راہب نے کہا خدا کی قسم یہ نبی ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد سے اس درخت کے نیچے کوئی نہیں بیٹھا۔ یہی نبیٔ آخرالزماں ہیں۔

جب حضورؐ کی عمر چالیس سال کی ہوئی اور آپؐ کو نبوّت ملی تو حضرت ابوبکرؓ مسلمان ہوئے اور دو برس بعد جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو یہ دُعا کی رب اوزعنی کہ مجھے توفیق دیجئے کہ میں اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو مجھ پر اور میرے والدین پر ہوئی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ یہ فضیلت مہاجرین میں سے اور کسی کو حاصل نہیں ہوئے کہ اُس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوئے ہوں۔ اور دوسری دُعا اولاد کے متعلق صلاحیت کی فرمائی۔ جس کا ثمرہ یہ ہے۔ کہ آپ کی اولاد بھی مسلمان ہوئی۔ سب سے پہلی آیت سورہ عنکبوت والی اور بھی زیادہ سخت ہے۔ کہ اس میں ان والدین کے ساتھ بھلائی اور احسان کی تاکید ہے۔ جو کافر ہوں۔ اور جب کافر والدین کے ساتھ بھی حق تعالیٰ کی طرف سے اچھا برتاؤ اور بھلائی کرنے کا حکم ہے تو مسلمان والدین کے ساتھ بھلائی اور احسان کی تاکید بطریق اولیٰ ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میری ماں نے یہ عہد کر لیا کہ میں نہ کھانا کھاوں گی اور نہ پانی پیوں گی۔ جب تک کہ تو محمدؐ کے دین سے نہ پھرے گا۔ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ حتیٰ کہ زبردستی اُس کے منہ میں ڈالا جاتا تھا۔ عبرت کا مقام ہے کہ ایسی سخت حالت میں بھی اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ ہم نے آدمی کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے۔ البتہ اگر وہ مشرک بنانے کی کوشش کریں تو اس میں اطاعت نہیں ہے۔ حضرت حسنؓ سے کسی نے پوچھا کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی کیا مقدار ہے۔ فرمایا کہ جو کچھ تیری ملک میں ہے ان پر خرچ کرے اور جو وہ حکم دیں اُس کی اطاعت کرے۔ بجز اس کے کہ وہ کسی گناہ کا حکم کریں۔ کہ اس میں اطاعت نہیں ہے۔ یہ تھی اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کا عمل کہ مشرک والدین اگر اولاد کو مشرک بنانے کی [illegible] کریں تب بھی اُن کے ساتھ بھلائی کا حکم ہے۔ البتہ شرک کرنے میں ان کی اطاعت اور فرمانبرداری نہیں اس لئے کہ یہ خالق کا حق ہے۔ والدین کا حق خواہ کتنا ہی ہو جائے مالک کے حق کے مقابلے میں کسی کا حق نہیں ہے۔ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں۔ لیکن ان کے اس حکم اور اولاد کو مشرک بنانے کی کوشش پر بھی ان کے ساتھ احسان کا بھلائی کا حکم ہے۔ ایک اور حدیث میں حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ بہت سلوک کیا کرتا تھا۔ جب میں مسلمان ہوگیا تو میری والدہ نے کہا کہ سعد یہ کیا کیا۔ یا تو تو اس دین کو چھوڑ دے ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی یہاں تک کہ مرجاؤں گی ہمیشہ تیرے لئے یہ طعن کی چیز رہے گی۔ لوگ تجھے

باقی صفحہ ۱۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

ایڈیٹر عبدالمنان چوہان

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۳۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء

(۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C/۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک سالانہ لعہ ششماہی سے فی پرچہ ۴ ر

ہفتہ وار خبریں

کراچی ۲۹ مئی۔ امسال پاکستان میں دھان کی پیداوار میں بیس لاکھ ٹن کا اضافہ ہوگا۔ سال رواں کے دوران دھان کا زیر کاشت رقبہ بیس لاکھ ایکڑ ہے۔ دھان کی کل پیداوار ایک کروڑ تیس لاکھ ٹن ہوگی۔

ڈھاکہ ۳۱ مئی۔ آج کل جماعتی غذائی کانفرنس کا اجلاس ختم ہوگیا۔ آج کے اجلاس میں کانفرنس نے تمام سیاسی جماعتوں اور سرکاری نمائندوں پر مشتمل ایک غذائی کونسل بنانے کی تجویز کو منظور کر لیا۔

قاہرہ ۳۰ مئی۔ قاہرہ کے اخبار الاہرام نے انکشاف کیا ہے کہ روم میں مصر اور برطانیہ کی مالیاتی کمیٹی کے درمیان بات چیت معطل ہوگئی۔ اور کوئی معاہدہ نہیں ہوسکا۔

کراچی ۳۱ مئی۔ معاہدہ بغداد کے سکرٹری جنرل جناب عونی خالدی نے یہاں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ معاہدہ بغداد کی وجہ سے چار اسلامی ممالک جن کی آبادی بارہ کروڑ ہے متحد ہوگئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ممبروں کے آپس کے تعاون اور اتحاد سے یہ علاقہ فوجی اقتصادی اور سیاسی طور پر زیادہ ترقی کریگا۔

بیروت ۳۱ مئی لبنانی فوج نے آج شہر کی گلیوں اور بازاروں میں گشت شروع کر دی ہے۔ شہر کا انتظام فوج کے حوالے کر دینے کا سبب شہر میں حالیہ فسادات ہیں۔ اپوزیشن پارٹیوں نے عام ہڑتال کروائی تھی۔ اور عوام سے التماس کی تھی کہ ہڑتال اس وقت تک جاری رہے جب تک کہ موجودہ حکومت مستعفی نہیں ہو جاتی۔ اس پر فساد ہوگیا اور تصادم میں کم از کم پندرہ افراد ہلاک اور تین سو کے لگ بھگ مجروح ہوئے تھے۔